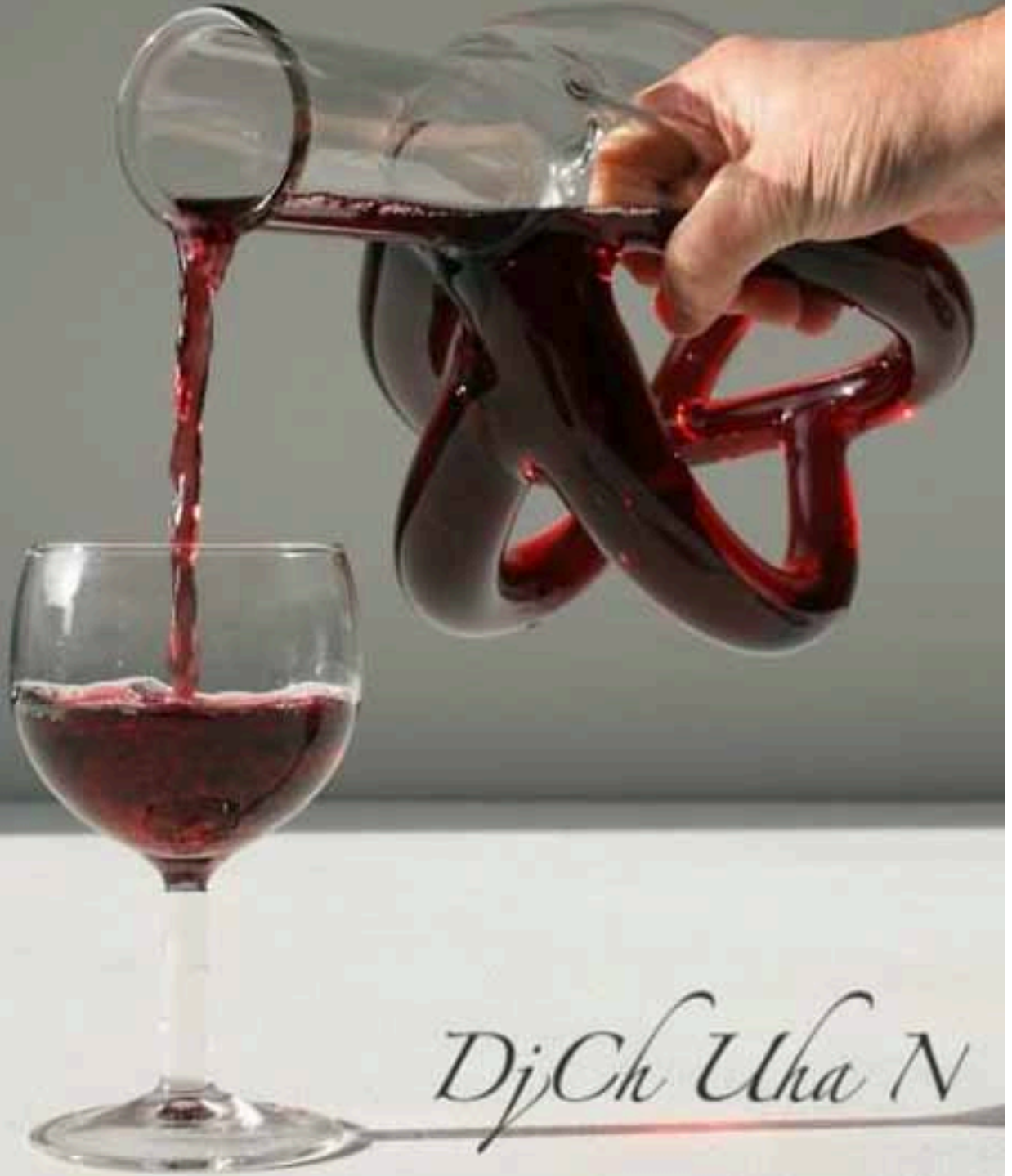


Gawa De Hai Zindge, Ek Wafa
Parast Ky Liye,
Saqi Tere Mah Khany Say Jana
Wafa Parast Koe Nahi.



DjCh Uha N

چھوڑ گیا

میرے وجود کی مجھ میں تلاش چھوڑ گیا
جو پوری نہ ہو کبھی ایسی آس چھوڑ گیا
یہ کرم نوازی اس کی مجھ پہ کم ہے کیا
کہ خود تو دور ہے یادیں تو پاس چھوڑ گیا
جو خواہشیں تھیں کبھی حسرتوں میں ڈھل گئیں
اور میرے لبوں پہ اک لفظ کاش چھوڑ گیا
یہ میرا ظرف ہے اس نے اک روز مجھ سے کہا
کہ عام لوگوں میں اک تجھ کو خاص چھوڑ گیا
بہاروں سے مجھے اسی لیے تو نفرت ہے
انہی رتوں میں مجھے وہ اداس چھوڑ گیا

www.shairy.com

Designed by
Sanaid Khan

محبت ہو گئی تم سے

ہمارے دیدہ تر کو محبت ہو گئی تم سے
کسی گہرے سمندر کو محبت ہو گئی تم سے
بھلے وہ چاندنی شب ہو یا فصل گل کی رنگینی
مرے ہر اک منظر کو محبت ہو گئی تم سے
خدا جانے کہ اب اس شغل کا انجام کیا ہوگا؟
دل ناشاد و مضطر کو محبت ہو گئی تم سے
کسی لمحے اگر تم کو محبت ہو گئی مجھ سے
سمجھ لینا مقدر کو محبت ہو گئی تم سے

جو صرف اور صرف اپنی ذات سے ہی پیار کرتا تھا
سنو! اک ایسے متحضر کو محبت ہو گئی تم سے
نہیں جاتی، تمہارے قرب کی خوشبو نہیں جاتی
مرے اجڑے ہوئے گہر کو محبت ہو گئی تم سے
مری آنکھوں کی جانب دیکھ کر تم جان سکتی ہو!
کہ اک گہرے سمندر کو محبت ہو گئی تم سے
کسی صورت بھی اب یہ اشک تقم سکتے نہیں واثق
مری آنکھوں کے ساگر کو محبت ہو گئی تم سے

بے سبب تو نہ تھیں تری یادیں

بے سبب تو نہ تھیں تری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا
ضبط کا حوصلہ بڑھا لینا
آنسوؤں کو کہیں چھپا لینا
کاپٹی ڈولتی صداؤں کو
چپ کی چادر سے ڈھانپ کر رکھنا
بے سبب بھی سبھی سبھی بننا
جب بھی ہو بات کوئی تمہاری
موضوع غنفلگو بدل دینا
بے سبب تو نہیں تری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا

راتوں پہ نہیں غم کا لہارا اے کہنا لہروں پہ برستی ہیں انہی نم کی گناہیں
چمکے گا کوئی بدل کا تارا اے کہنا ہے نور سمندر کا کنارہ اے کہنا
میں ساحلِ انبیہ پہ رسول سے کڑا ہوں
آئے گی کوئی لہر دوبارہ اے کہنا
یہ لو نہیں گزرتے ہیں بدلتے ہوئے موسم برسات کی ہنگامی ہوئی شام کو طارق
وگت ہی نہیں اس کا دوبارہ اے کہنا پھر دل نے گئی بار پکارا اے کہنا

مہر ام طارق





احمد فراز

نہ میرا قرب نہ ہمارے حق کیا کیا جانے

نہ تیرا قرب نہ بادہ ہے کیا کیا جائے

پھر آج دکھ بھی زیادہ ہے کیا کیا جائے

ہمیں بھی عرض تمنا کا ڈھب نہیں آتا

مزاج یار بھی سادہ ہے کیا کیا جائے

کچھ اپنے دوست بھی ترکش بدوش پھرتے ہیں

کچھ اپنا دل بھی کشادہ ہے کیا کیا جائے

وہ مہرباں ہے مگر دل کی حرص بھی کم ہو

طلب، کرم سے زیادہ ہے کیا کیا جائے

نہ اس سے ترک تعلق کی بات کر پائیں

نہ ہمدی کا ارادہ ہے کیا کیا جائے

سلوک یار سے دل ڈوبنے لگا ہے فراز

مگر یہ محفل اعداء ہے کیا کیا جائے

FOR FRIENDS



وہ جو آجاتے تھے آنکھوں میں ستارے لے کر

وہ جو آجاتے تھے آنکھوں میں ستارے لے کر
جانے کس دلیں گئے خواب ہمارے لے کر
چھاؤں میں بیٹھنے والے ہی تو سب سے پہلے
ہیڑ گرتا ہے تو آجاتے ہیں آری لے لیکر
وہ جو آسودہ ساحل ہیں انہیں کیا معلوم
اب کے موج آئی تو پلٹے گی کنارے لے کر
ایسا لگتا ہے یہ ہر موسم ہجران میں بہار
ہونٹ رکھ دیتی ہے شاخوں پہ تمہارے لے کر
شہر والوں کو کہاں یاد ہے وہ خواب فروش
پھرتا رہتا تھا جو گلیوں میں غبارے لے کر
جس جگہ جائیں بنا لیتے ہیں ہم اپنی جگہ
اب جو زندہ ہیں تو کچھ سانس ادھارے لے کر

احمد فراز <http://Ahmedfarazpoetry.wordpress.com>



یہ چاہتیں، یہ رونقیں۔۔۔۔۔ پابند ہیں میرے جینے تک
پنا رُوح کے نہیں رکھتے۔۔۔۔۔ گھر والے بھی جسم کو

SilEnt B0Y

Woh Har Baar Mujhey Tanha Kuin Chor Jata Hai
Main Mazboot Hooo, Lekin Pathar Toh Nahe

Dyck Uha N



MERI ADHORI MOHABAT

MAin Yeh Nahe Mangta

Mera Kal Dy Do

Jo Saath Akhri Guzra

Woh Ek Pal Dy Do

UnBreAk My HeArT

تعاقب

مجھے سے پہلے کے دن
اب بہت یاد آنے لگے ہیں
خواب و تعبیر کے گم شدہ سلسلے
بار بار اب ستانے لگے ہیں تمہیں
دکھ جو پہنچے تھے تم سے کسی کو کبھی
دیر تک اب جگانے لگے ہیں تمہیں
اب بہت یاد آنے لگے ہیں تمہیں
اپنے وہ عہد و پیمان جو مجھ سے نہ تھے
کیا تمہیں مجھ سے اب کچھ بھی کہنا نہیں؟

جان ایلیا

An UrduMaza.com Presentation 2007

(All Rights Reserved)

DjCh Uha N



Na kuch pucha, Na kuch manga, Tuni dil sy diya jo bhi diya,
Na kuch bola , Na kuch tola, Muskura ky diya jo bhi diya,
Tuhe dhoop ,Tuhe chaya, Tuhe apna paraya
Aur kuch na janu. Bus itna he janu.
Jujh mai rab dikhta hai yara mai kiya karu,
Sajdy sir jhukta hai, yara mai kia karu

آج اُس نے درد بھی اپنے علیحدہ کر لئے

آج وہ رویا تو میرے ساتھ وہ رویا نہ تھا

یہ سبھی ویران اُس کے جدا ہونے سے تھیں

آنکھ دُھندلائی ہوئی تھی شہر دُھندلا یا نہ تھا

SILENT_EYEZ@ROCKETMAIL.COM
0313-7918285

BROTHER
ZAHEER



Design & Poet by
Wafa Ghulam Nabi Shaikh

وفا غلام نبی شیخ

بچپ بچپ کے ملیں گے تو بدنام و مجبور ہو جائیں گے
آدھے سرے عام ملیں زمانے میں مشہور ہو جائیں گے
ڈرے ڈرے سبے قدموں سے بھی منزل نہیں ملتی
تھام لو یہ ہاتھ تو قاصدے اکٹیل میں دور ہو جائیں گے
یوں تو رکھی ہے ہم نے سب سے دعا سلام جاناں
تم جو ہوئے کلام تو دوست دشمن ضرور ہو جائیں گے
ہم تو اکسار ٹھرے اکساری سے کام لیتے ہیں
جو اگر تم ساتھ چلو تھوڑے ہم بھی مفرد ہو جائیں گے

اک عمر گزاری ہے تو قدموں کے نشاں سے
خوابوں کے شکستے سے مکاں ڈھونڈ رہا ہوں
لفظوں سے کوئی عکس تراشا ہے تو پھر اب
لمحوں کی تجارت میں زیاں ڈھونڈ رہا ہوں

خوابیدہ پرندوں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں
دست سے میں اک حرف نزاں ڈھونڈ رہا ہوں

کچھ اور سفر ہیں میرے آگے سر خواہش
اے دوست تجھے اب میں کہاں ڈھونڈ رہا ہوں

اب تو ہے نہ بہتی ہے نہ رستہ نہ مسافر
چلتے ہوئے خوابوں کا دھواں ڈھونڈ رہا ہوں

اے عمر سیاہ بخت ذرا ٹھہر کہ اب میں
گم گشتہ حقیقت کے گماں ڈھونڈ رہا ہوں

کیا چیز ہے دل بھی کہ میں صحرا کے سفر میں
سر سبز درختوں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہوں

سید عقیل شاہ

در پہ جو انتظار کی عادت نہیں ہوئی
دستک ہوا کو دینے کی فرصت نہیں ہوئی
یہ سال بھی اداسیاں دے کر گزر گیا
اس سال بھی کسی سے محبت نہیں ہوئی
کیسا عجیب ربط ہے وحشت کے باوجود
دل کو تمہارے نام سے نفرت نہیں ہوئی
ہر سانس کا خراج تھا یادِ غمِ حیات
پھر مجھ سے اس کے فرض میں غفلت نہیں ہوئی
ہر خواب بک گیا مرا مجبوریوں کے ہاتھ
پوری کسی سے آج تک قیمت نہیں ہوئی
مجھ تو خیر وقت نے مہلت دی کبھی
تم سے تو یہ ہوا ہے کہ زحمت نہیں ہوئی
میں وقت کے بہاؤ میں ٹھہرا رہا عقیل
میری زمانے بھر کو ضرورت نہیں ہوئی

سید عقیل شاہ امرگودھا پاکستان
03013057203

تسکین جس سے پائیں وہ چہرہ نہیں رہا
کچھ ریت میرا حصہ ہے دریا نہیں رہا
ساحل پہ داستان رقم کر رہا تھا میں
پھر جو بھی لفظ ریت پہ لکھا نہیں رہا
وہ ماہ و سال کیا ہوئے ان گردشوں سے پوچھ
اس قافلے کے ساتھ کیوں صحرا نہیں رہا
اس شہر کا نصیب ہے محرمیوں کی دھوپ
اس میں کوئی بھی شخص اب بنتا نہیں رہا
وہ لوگ ہمسز رہے جو آشنا نہ تھے
جو بھی مرے وجود کو سمجھا نہیں رہا
مجھ سے مرے نصیب کی محرمیاں نہ پوچھ
مجھ پہ تو کوئی وقت بھی اچھا نہیں رہا
کتنی ہے بھیڑ شہر بے اسرار میں عقل
جس کا بھی ہاتھ ہاتھ سے پھڑا نہیں رہا

سید عقیل شاہ (سرگودھا پاکستان)

یہ کچھ وہم جو ابھی چاہتوں کے پیچھے ہیں
یقین ٹوٹے ہوئے شدتوں کے پیچھے ہیں
میں اپنے آپ میں سنا ہوا سمندر ہوں
کہ کتنے دریا مری دشتوں کے پیچھے ہیں
کڑی ہے دھوپ مگر پھر بھی تمہاری یاد کے دیب
خیال و خواب کے ان تاپوں کے پیچھے ہی
گمزی کے دشت پہ تک تک سے ڈوڑتے لمے
حساب سارے انہی آہٹوں کے پیچھے ہیں
یقین کس پہ کریں کس امید میں ٹھہریں
یہاں تو چہرے کئی صورتوں کے پیچھے ہیں
ہیں گردِ وقت سے دھندلا چکی وہ تصویریں
تھے کتنے لوگ جو ان سلوٹوں کے پیچھے ہیں
وفا امید محبت غلوٹ اور چاہت
ہمارے خواب انہی فیصلوں کے پیچھے ہیں
تو اب ما ہے تو یہ دشمنی سہمی ان کو
مگر یہ لوگ مرے مدتوں کے پیچھے ہیں
حسین زت کی ابھی دھوپ ہے تو کیا حاصل
ڈنکوں کے سائے بھی ان رونقوں کے پیچھے ہیں
خوشی ملی ہے تو یہ سوچ کر میں پُپ ہوں مٹیل
غم کے دن بھی انہی ساتوں کے پیچھے ہیں

سید عقیل شاہ (سرگودھا)

غزل

ہمارے اور تمہارے درمیان ایک رابطہ ہوگا

پھر اس کو کون توڑے گا یہ کس میں حوصلہ ہوگا

تمہاری آنکھ سے دل تک سفر کرنا ہے بس ہم کو

یہ کتنی خوبصورت منزلوں کا راستہ ہوگا

یہ تم ٹھیک کہتے ہو گزر جائے گی اپنی بھی

مگر تم نے یہ سوچا ہے یہ کیسا سانحہ ہوگا

اگر تم روٹھ جاؤ تو ہماری جان نکل جائے

مگر یہ خود ہی سوچو تم میں اتنا حوصلہ ہوگا

veed.Prince@yahoo.com

تو نے دیکھا ہے جو بہاروں کو
مگ نہ جائے نظر نظاروں کو

دیکھو بے حال میں یہ پہلے سے ہی

نہ ستا اور غم کے ماروں کو

چاند جلتے لگتا ہے اب تجھ سے

درد ہونے لگا ستاروں کو

جین کو لٹ کر قرار ملتا ہے

کیا ہمیں ایسے بے قراروں کو

مجھ سے تیرا یہی ذکر کرتے ہیں

کوئی سمجھائے میرے یاروں کو

آج اب دُھن نئی بنائیں گے

آج چھیریں گے دل کے تاروں کو

چین ملنے لگا تڑپ کے مجھ

پھول چھیننے لگے میں خاروں کو

اب تبسم ذرا سا بھی احمد

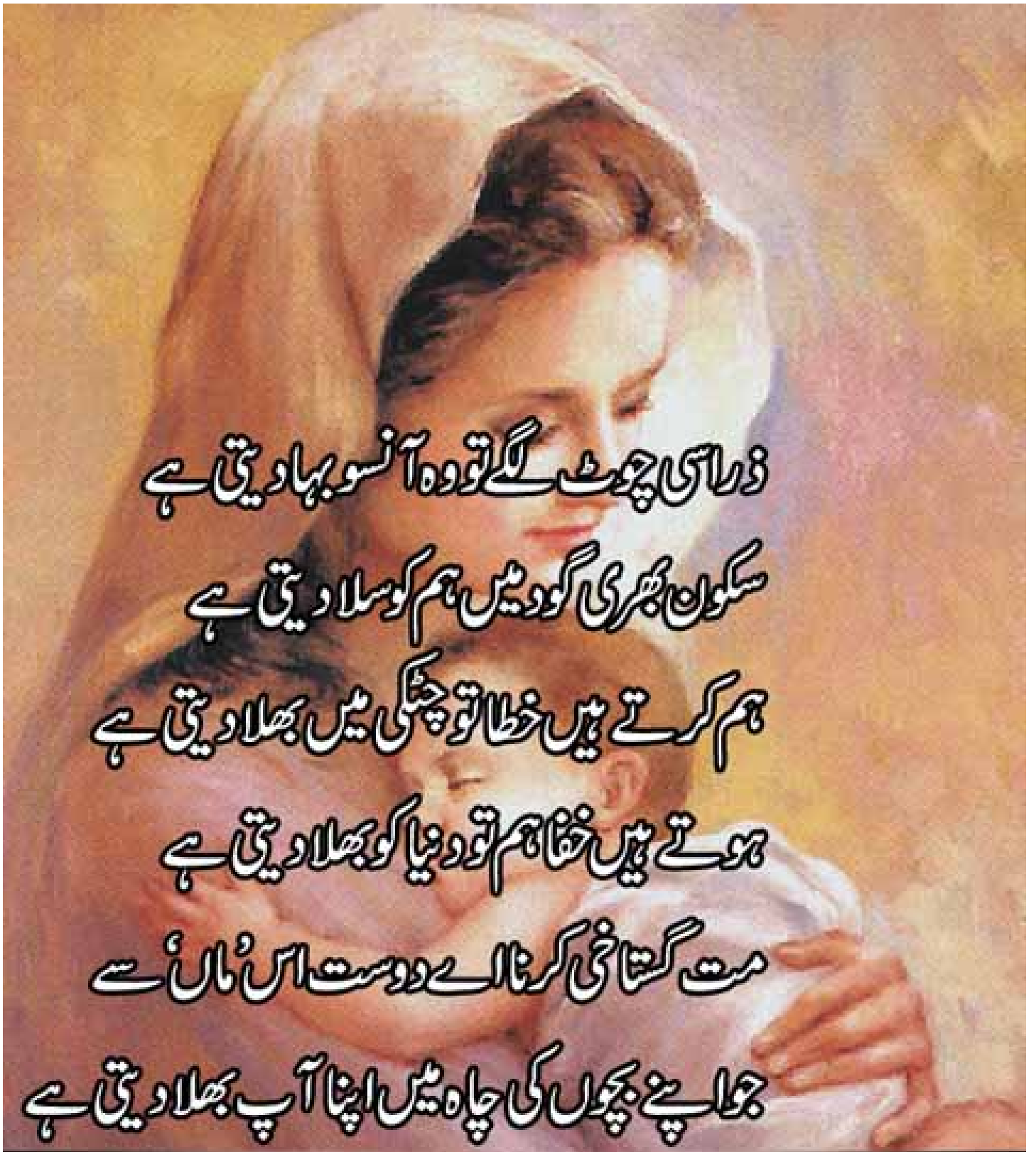
اب بہار ہے بے بہاروں کو

احمد حسنان 12/3/2011

غزل

آدھی رات کے شاید سنے جھوٹے تھے
یا پھر پہلی بار ستارے ٹوٹے تھے
جس دن گھر سے بھاگ کے شہر میں پہنچی تھی
بھاگ بھری کے بھاگ اسی دن پھوٹے تھے
مذہب کی بنیاد پہ کیا تقسیم ہوئی
ہمسایوں نے ہمسائے ہی لوٹے تھے
شوخی نظر کی چٹکی نے نقصان کیا
ہاتھوں سے چائے کے برتن چھوٹے تھے
اوڑھ کے پھرتی تھی جونیاں ساری رات
اُس ریشم کی شال پہ یاد کے بوٹے تھے

فینار



ذرا سی چوٹ لگے تو وہ آنسو بہا دیتی ہے

سکون بھری گود میں ہم کو سلا دیتی ہے

ہم کرتے ہیں خطا تو چٹکی میں بھلا دیتی ہے

ہوتے ہیں خفا ہم تو دنیا کو بھلا دیتی ہے

مت گستاخی کرنا اے دوست اس ماں سے

جہاں بچوں کی چاہ میں اپنا آپ بھلا دیتی ہے

محبت چپ نہیں رہتی

وہ کہتی ہے ، کہ خوشیوں میں بھی تم تو رونے لگتے ہو
میں کہتا ہوں ، میری آنکھوں کو ساون اچھا لگتا ہے
وہ بولی ، تم بھی فرحت زندگی سے روٹھ جاؤ گے
میں بولا ، ہاں ، شاید موت مجھ سے مان جائے گی
وہ بولی ، تم خوشی کے گیت کو مایوس کرتے ہو
میں بولا ، کیا کروں ان مختصر گیتوں کا موسم ہے
وہ بولی ، تم تو فرحت خود ہی خود سے ہار جاتے ہو
میں بولا ، کیا کروں کمزور ہوں اور بے سہارا ہوں
وہ بولی ، کیا یہ سب کچھ اتفاقاً ہے تمہارا غم
میں بولا ، یہ بھی ممکن ہے یہ سب احتراماً ہو

غزل

کبھی نظر تو آ، تسکینِ اضطراب تو دے
مری کھلی ہوئی آنکھوں کو کوئی خواب تو دے
جواز ڈھونڈ نہ برسوں کی رنجشوں کا مگر
قریب آ کے تماشائے اجتناب تو دے
کبھی تو سنگِ صدا توڑ دے سکوتِ وفا
کبھی وہ خواب میں آ کر دمِ سراب تو دے
میں زخمِ تشنہ لبی سے لپٹ کے رو لوں گی
نہ دے سکونِ وفا، قبرِ اضطراب تو دے
نہ چھین ہم سے ہی یکِ گونہ لذتِ تدبیر
نسیمِ مسندِ گل، عرصہِ حباب تو دے
پچھڑ کے ملنے میں لذتِ سہی مگر ناہید
کبھی تو وصلِ مسلسل کا ہی عذاب تو دے

کشورناہید

Design By Adil

www.FriendsKorner.com

صحبت نہیں ملتی

دل میں نہ ہوجرت تو محبت نہیں ملتی

خیرات میں اتنی بڑی دولت نہیں ملتی

چھوٹا گریباں ہی شہر میں ہم سے بھی نکلتا ہے

ہر ایک سے اپنی بھی طبیعت نہیں ملتی

دیکھا تھا جسے میں نے کوئی اور تھا شاید

وہ کون ہے جس سے تیری صورت نہیں ملتی

ہنستے ہوئے چہروں سے ہے بازار کی زینت

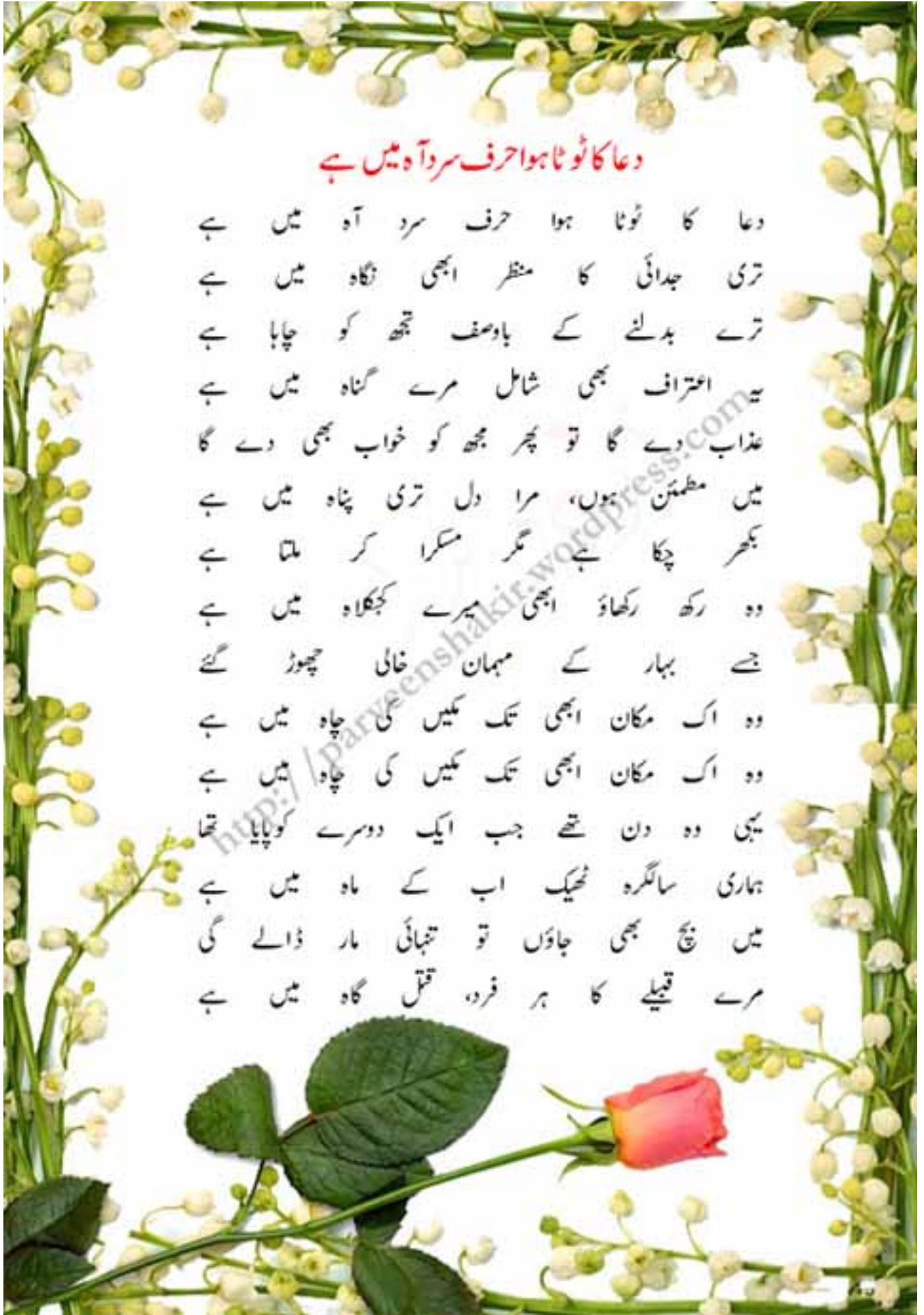
رونے کو یہاں ویسے بھی فرصت نہیں ملتی

غزل یوسف مثالی

حرف میرا ساتھ کیوں دیتے دعا کرتے ہونے
میں بھی کوئی خوش نہ تھا اپنا بہلا کرتے ہونے
مجھ کو ایسے شخص نے دھوکے میں رکھا دوستو
شرم آتی ہے مجھے جس کا گلہ کرتے ہونے
میں بکھر کر رہ گیا اپنے خدا کے سامنے
اس قدر ٹوٹا ہوا تھا التجا کرتے ہونے
میں نے سارے موسموں کو اپنا دشمن کر لیا
ایک سوکھے پیڑ کی جڑ کو ہرا کرتے ہونے
اس طرح محرومیوں کی آگ میں جھونکا گیا
خوف آتا ہے کسی سے بھی وفا کرتے ہونے
کوئی ایسی بات ہے جو روک لیتی ہے مجھے
بچکچاتا ہوں میں اپنا سامنا کرتے ہونے

دعا کا ٹونا ہوا حرف سرد آہ میں ہے

دعا کا ٹونا ہوا حرف سرد آہ میں ہے
تری جدائی کا منظر ابھی نگاہ میں ہے
ترے بدلنے کے باوصف تجھ کو چاہا ہے
یہ اعتراف بھی شامل مرے گناہ میں ہے
عذاب دے گا تو پھر مجھ کو خواب بھی دے گا
میں مطمئن ہوں، مرا دل تری پناہ میں ہے
بکھر چکا ہے مگر مسکرا کر ملتا ہے
وہ رکھ رکھاؤ ابھی میرے کجگاہ میں ہے
جسے بہار کے مہمان خالی چھوڑ گئے
وہ اک مکان ابھی تک کہیں کی چاہ میں ہے
وہ اک مکان ابھی تک کہیں کی چاہ میں ہے
یہی وہ دن تھے جب ایک دوسرے کو پایا تھا
ہماری سالگرہ ٹھیک اب کے ماہ میں ہے
میں بچ بھی جاؤں تو تنہائی مار ڈالے گی
مرے قبیلے کا ہر فرد، قتل گاہ میں ہے



جو اس کے سامنے میرا یہ حال آ جائے

جو اس کے سامنے میرا یہ حال آ جائے
تو دکھ سے اور بھی اُس پر جمال آ جائے

مرا خیال بھی گھٹکھرو پہن کے ناچے گا
اگر خیال کو تیرا خیال آ جائے

ہر ایک شام نے خواب اس پہ کاڑھیں گے
ہمارے ہاتھ تیری شال آ جائے

انہی دنوں وہ مرے ساتھ چائے پیتا تھا
کہیں سے کشا مرا چھپلا سا آ جائے

میں اپنے غم کے خزانے کہاں چھپاؤں گا
اگر کہیں سے کوئی لبہ مال آ جائے

ہر ایک بار نے ڈھنگ سے سجائیں تھجے
ہمارے ہاتھ جو پھولوں کی ڈال آ جائے

یہ ڈوبتا ہوا سورج ٹھہر نہ جائے
اگر وہ سامنے وقت زوال آ جائے

وصی شاہ

|| SAAANSE.COM ||
Entertainment Never Ends

پہلی بار نظروں نے چاند بولتا دیکھا
ہم جواب کیا دیتے کھو گئے خیالوں میں
بشیر بدر

"SAAANSE"
|| SAAANSE.COM ||
Entertainment Never Ends

ڈسنے لگے ہیں خواب مگر کس سے بولے

ڈسنے لگے ہیں خواب مگر کس سے بولے
میں جانتی تھی، پال رہی ہوں سنبولیے!
بس یہ ہوا کہ اس نے تکلف سے بات کی
اور ہم نے روتے روتے دوپٹے بھگو لیے
پکلوں پہ کچی نیندوں کا رس پھیلتا ہو جب
ایسے میں آنکھ دھوپ کے رخ کیسے کھولے
تیری برہنہ پائی کے دکھ بانٹتے ہوئے
ہم نے خود اپنے پاؤں میں کانٹے چبھو لیے
میں تیرا نام لے کے تذبذب میں پڑ گئی
سب لوگ اپنے اپنے عزیزوں کو رو لیے!
”خوشبو کہیں نہ جائے“ پہ اصرار ہے بہت
اور یہ بھی آرزو کہ ذرا زلف کھولے
تصویر جب نئی ہے، نیا کینوس بھی ہے
پھر طشتری میں رنگ پرانے نہ گھولے

پروین شاکر



میرے رگ و پے میں سما گیا وہ شخص
میری زندگی میں چھا گیا وہ شخص

میرے دل سے دل ملا گیا وہ شخص
مجھے خوش نصیب بنا گیا وہ شخص

مجھے دے گیا اپنی ہر خوشی
میری آنکھوں سے نیند چرا گیا وہ شخص

جانے کیا بات تھی اس میں ایسی
مجھے محبت کرنا سکھا گیا وہ شخص



قریہ خواب میں ہر ایک ذات ہوا کے ساتھ ہے
چاند ہوا کے ساتھ ہے، رات ہوا کے ساتھ ہے
تجھ سے ہی جب پھٹڑ گئے اب کوئی ہمسفر سہی
شاخ سے جب جدا ہوا، پات ہوا کے ساتھ ہے
دیدہ گل سے بڑھ کے کون آج ہے گلشن آشنا
سرد و سخن شکار خو، گھات ہوا کے ساتھ ہے
چشم و دل تباہ نے جس کو رکھا سنبھال کر
لغزش لب کے ساتھ ہی، بات ہوا کے ساتھ ہے
روشنی کی سپہ ہے یہ ساتھ چراغ لائے گی
یہ بھی سبھی کو علم ہے، مات ہوا کے ساتھ ہے
راہ میں ہیں جسے ہوئے پرچم خواب تمام کر
پاؤں زمیں کے ساتھ ہیں، ہاتھ ہوا کے ساتھ ہے

چاند سے اب کے تو میری بھی عداوت نکلی
چار سو چاندنی بن کر میری چاہت نکلی
بہر کی شب بھی قیامت سے بھلا کیا کم ہے؟
کتنی بوسیدہ میرے تن کی تو عمارت نکلی
دل نے سمجھا تھا محبت کی ریاضت کو فضول
وہ تو میرے لیے ہر پل کی عبادت نکلی
اب نہیں شکوہ کوئی عہدِ گزشتہ سے مجھے
زندگی اپنی تو خوابوں کی امانت نکلی
یہ جسارت تو فقط اُسکے نصیبوں میں رہی
چھوٹا ملبوس کو پُردا کی شرارت نکلی
عمر کاٹی تیری فرقت میں بہاتے آنسو
یونہی اجڑے ہوئے رہنا میری عادت نکلی
وہ مرے لفظوں کا مفہوم سمجھ ہی نہ سکا
اے صبا رائیگاں یہ میری محبت نکلی



نم ہیں پلکیں تری اے موج ہوا، رات کے ساتھ

نم ہیں پلکیں تری اے موج ہوا، رات کے ساتھ
کیا تجھے بھی کوئی یاد آتا ہے برسات کے ساتھ
روتھنے اور منانے کی حدیں ملنے لگیں
چشم پوشی سے سلپتے تھے، شکایات کے ساتھ
ہیچہ کو کھو کر بھی رہوں غلوت جاں میں تیری
بیت پائی ہے محبت عجب بات کے ساتھ
نیند لاتا ہوا، پھر آنکھ کو دکھ دیتا ہوا
تجربے دونوں ہیں وابستہ بات کے ساتھ
کبھی تنہائی سے محروم نہ رکھا مجھ کو
دوست ہمرد رہے کتنے، مری ذات کے ساتھ





نقاب لٹے ہوئے جب بھی چمن سے وہ گزرتا ہے
مجھ کر پھول اس کے لب پہ تلی بیٹھ جاتی ہے

منور رانا

|| SHAANSE.COM® ||
Entertainment Never Ends

"SHAANSE"

الہام، وحی کہ شاعری ہے
اس دل پہ جو آج اتر رہی ہے
یہ وصل ہے یا میں خواب میں ہوں
ہے خواب کہ وصل کی گھڑی ہے
سویا ہے وجود اور دل میں
اک چیز عجیب جاگتی ہے
خوشبو سے مہک رہا ہے آنگن
اور تن پہ بہار آ گئی ہے
آغوش میں کھیل اٹھا ہے گلشن
ہونٹوں پہ گلوں سی تازگی ہے
آنکھوں میں چراغ جل رہے ہیں
ماتھے پہ انوکھی روشنی ہے
کچھ دُور پہ ہے خزاں کا ڈیرا
بستی یہ بہار میں بسی ہے
میں راہ پہ تیری چل رہی ہوں
دنیا میری سمت دیکھتی ہے

میں ہوش میں تھا تو پھر اس پہ مر گیا کیسے
یہ زہر میرے لبوں میں اتر گیا کیسے
کچھ اس کے دل میں لگاؤ ضرور تھی ورنہ
وہ میرا ہاتھ دبا کر گزر گیا کیسے
ضرور اس کی توجہ کی دلبری ہو گی
نشے میں تھا تو میں اپنے ہی گھر گیا کیسے؟
جسے بھلائے کئی سال ہو گئے تمہیں
میں آج اس کی گلی سے گزر گیا کیسے

سنا ہے ربط ہے اسکو خراب حالوں سے
سوائے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں



www.ibbii.com

ہم بھی شکستہ دل ہیں پریشان تم بھی ہو
انداز سے دیزلا دیزلا میری جان! تم بھی ہو
ہم بھی ہیں اک اجڑے ہونے شہر کی مثال
آنکھیں بتا رہی ہیں کہ ویران تم بھی ہو!

ذکر تیرا میری کہانی میں

ذکر تیرا میری کہانی میں
چاند کا عکس جیسے پانی میں

وہ تو خاموش رہی اور ہم
جانے کیا کہہ گئے روانی میں

اپنی آنکھیں گنوائی ہے ہم نے
اپنے خوابوں کی پاسبانی میں

ایک مدت کا ساتھ چھوٹ کیا
ایک چھوٹی سی بدگمانی میں

تین اشعار

شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روز و صلت چوں عمر کوتاہ
سکھی! پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

یکایک از دل دو چشمِ جادو بصد فرہم برد تسکین
کے پڑی ہے جو جا سناوے پیا، رے! پی سے ہماری بتیاں

چوں شمع سوزاں، ڈرہ حیراں، ہمیشہ گریاں بہ عشق آں مہ
نہ نیند نیناں، نہ انگ چیناں، نہ آپ آویں، نہ بھیجیں پتیاں

امیر خسرو

An UrduMaza.com Presentation

(All Rights Reserved 2007)

خوابوں میں جو لطف تھا وہ اب نہیں رہا
لوٹ آؤ کہ میری نیند کو ضرورت ہے تمہاری

لمحہ آؤ

جان آؤ

Designed by
Jamil Abbas
www.jamilabbas@gmail.com

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایا نہ بنایا ہوتا
خاکساری کیلئے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانا نہ بنایا ہوتا
نشہ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا
تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا
شعلہ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے
ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

بعاد شاہ ظفر

An UrduMaza.com Presentation

(All Rights Reserved 2007)

یہ ہونٹ

حسن کی جھیل ہو تم اور کنارے ہیں یہ ہونٹ
سچ تو یہ ہے کہ جان سے پیارے ہیں یہ ہونٹ
میں نے ہر بار محبت سے انہیں چوما ہے
اُس نے ہر بار محبت سے ابھارے ہیں یہ ہونٹ
ہاتھ ہونٹوں پے میرے رکھ کے مجھے کہنے لگے
رو کیے ان کو، بہت شوق کے مارے ہیں یہ ہونٹ
بند ہوتے ہیں یہ انکار کی صورت میں مگر
آدھے کھلے ہوں تو محبت کے اشارے ہیں یہ ہونٹ
آج خود اپنے مقدر پے مجھے رشک آیا
آج ہونٹوں میں میرے اُس نے اتارے ہیں یہ ہونٹ
چوم کر ہونٹ میرے اُس نے کہا!!!! اے پاگل
بس تمھارے ہیں، تمھارے ہیں، تمھارے ہیں یہ ہونٹ

اپ سچ کہیں تو یارو ہم کو خبر نہیں تھی
بہ جائے گا و قیامت اک واقعہ ڈرا سا

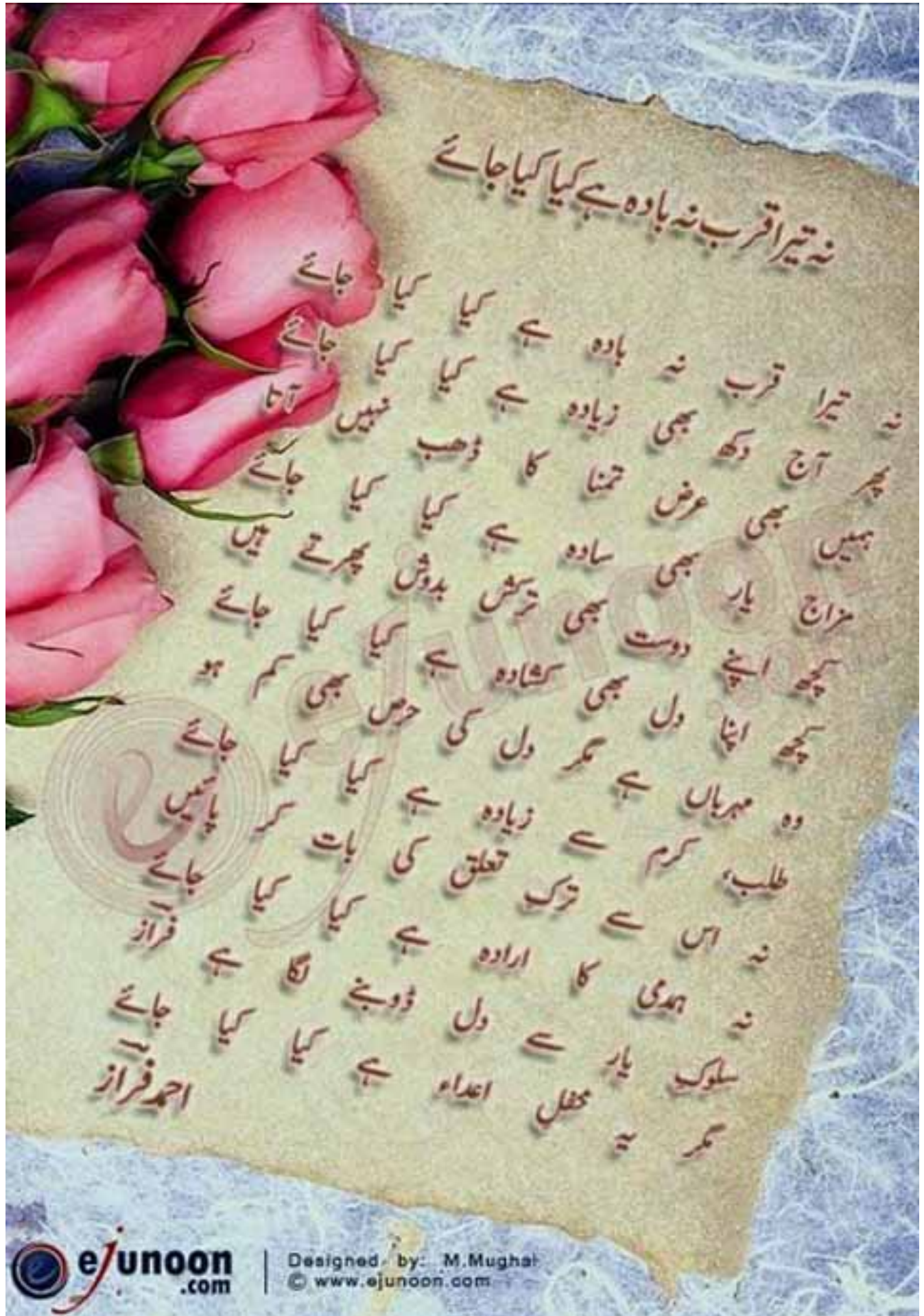
ابھی سورج نہیں ڈوبا زرا ہی شام ہونے دو
میں حد ہی لوٹ جاؤں گا مجھے نا کام ہونے دو

مجھے بدنام کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہو کیوں
میں حد ہو جاؤں گا بد نام پہلے نام ہونے دو

ابھی مجھ کو نہیں کرنا ہے اعتراف ہلکت
میں سب تسلیم کر لوں گا یہ چرچہ عام ہونے دو

مری ہستی نہیں اصول پھر بھی پک نہیں سکتا
دماغیں توج لینا پ زرا عیلام ہونے دو

مے آغاز میں ہے حوصلہ کیوں توڑ بیٹھے ہو
تم سب کچھ جیت جاؤ گے زرا انجام ہونے دو



نہ تیرا قرب نہ بادہ ہے کیا کیا جائے

کیا کیا ہے بادہ ہے کیا کیا جائے
نہ تیرا قرب نہ بادہ ہے کیا کیا جائے
پھر آج دکھ بھی زیادہ ہے کیا کیا نہیں آتا
ہمیں بھی عرض تمنا کا ڈھب کیا کیا جائے
مزاج یار بھی سادہ ہے پھرتے ہیں
کچھ اپنے دوست بھی ترش بدوش پھرتے ہیں
کچھ اپنا دل بھی کشادہ ہے کیا کیا ہو
وہ مہرباں ہے مگر دل کی حرص کیا کیا جائے
طلب، کرم سے تعلق کی بات کر پائیں
نہ اس سے ترک کیا کیا جائے
نہ ہمدی کا ارادہ ہے کیا کیا فراز
سلوک یار سے دل ڈوبنے کا ہے کیا کیا جائے
مگر یہ محفل اعداء ہے کیا کیا احمد فراز

ہجر کا تارا ڈوب چلا ہے ڈھلنے لگی ہے رات وصی
قطرہ قطرہ برس رہی ہے اشکوں کی برسات وصی
تیرے بعد یہ دنیا والے مجھ کو پاگل کر دیں گے
خوشبو کے دیس میں مجھ کو لے چل اپنے ساتھ وصی
یہ نہیں چپ کی مہر لگا کر کب تک گم سم بیٹھو گے؟
خاموشی سے دم گھٹتا ہے چھٹرو کوئی بات وصی
چھوڑ وصی اب اس کی یادیں تجھ کو پاگل کر دیں گی
تو قطرہ ہے وہ دریا ہے دیکھ اپنی اوقات وصی



کل رات برستی رہی ساون کی گھٹا بھی
اور ہم بھی تری یاد میں دل کھول کے روئے

احمد فراز کی آخری منزل

غم حیات کا جھگڑا مٹا رہا ہے کوئی
چلے آؤ کہ دنیا سے جا رہا ہے کوئی

ازل سے کہہ دو کہ رُک جائے دو گھڑی
سنا ہے آنے کا وعدہ نبھا رہا ہے کوئی

وہ اس ناز سے بیٹھے ہیں لاش کے پاس
جیسے روٹھے ہوئے کو منا رہا ہے کوئی

پلٹ کر نہ آ جائے پھر سانس نبضوں میں
اتنے حسین ہاتھوں سے میت سجا رہا ہے کوئی

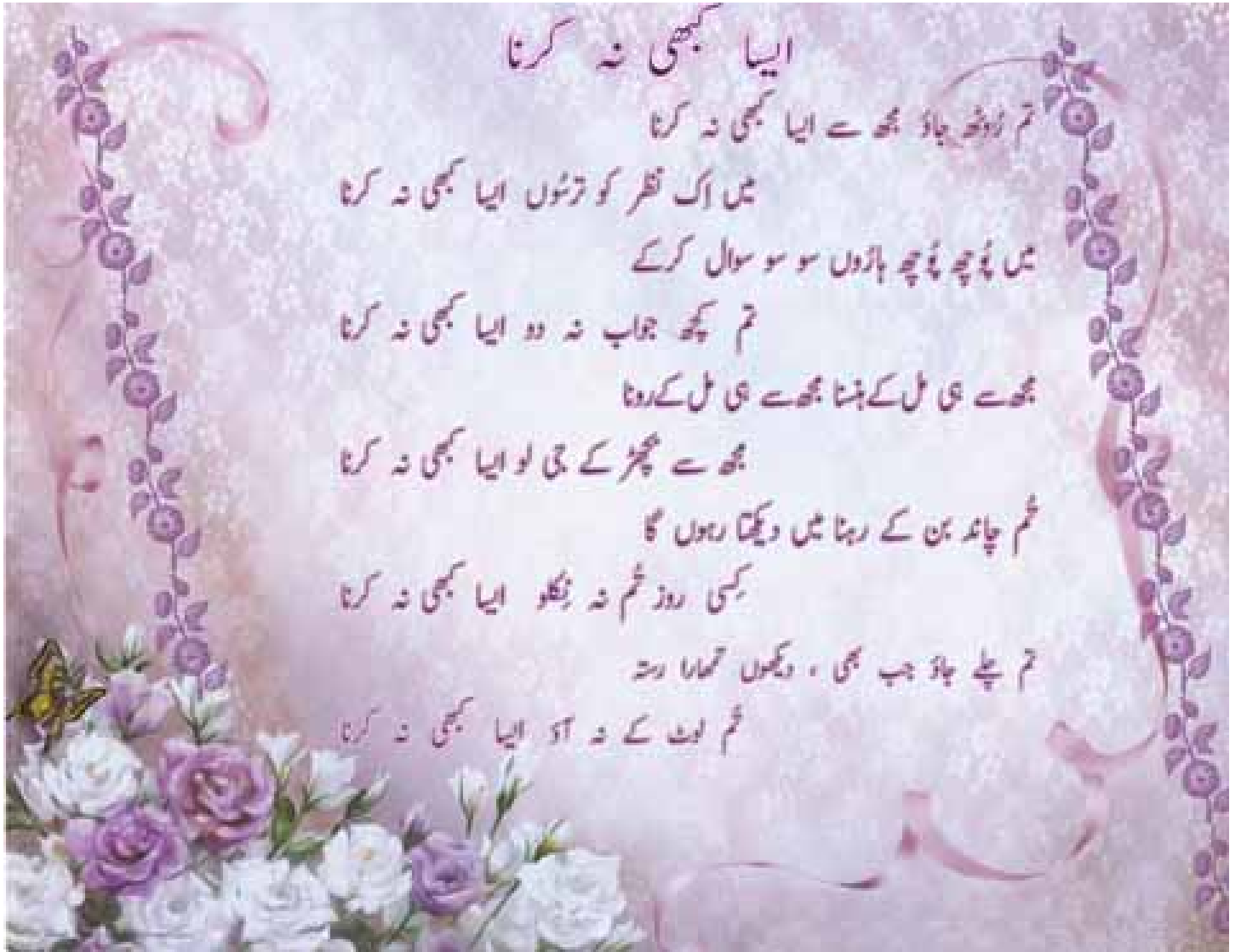
Tariq_zaman145@hotmail.com

دو شعر

یہ بھی ممکن ہے کسی روز نہ پہچانوں اُسے
وہ جو ہر بار نیا نہیں بدل لیتا ہے
بار بار مجھ سے کہا تھا مرے یاروں نے یہی
عشق دریا ہے جو پتوں کو نگل لیتا ہے

دوشمیر

اک یہی آس ہی کافی ہے مرے جینے میں
دل نہیں آپ دھڑکتے ہیں مرے سینے میں
تجھ سے جو گھاؤ ملے دل سے لگا لیے ہیں
کتنی لذت ہے تری ذات کے غم پیے میں



تمہیں جب ملیں کبھی فرحتیں، میرے دل سے بوجھ اتار دو
میں بہت دنوں سے اداس ہوں، مجھے کوئی شام ادھار دو

مجھے اپنے روپ کی دھوپ دو، چمک سکیں میرے خدوخال
مجھے اپنے رنگ میں رنگ دو، میرے سارے زنگ اتار دو

کسی اور کو میرے حال سے، نہ غرض کوئی ہے نہ واسطہ
میں بکھر گیا ہوں سمیٹ لو، میں بگڑ گیا ہوں سنوار دو

میری وحشتوں کو بڑھا دیا ہے جدائیوں کے عذاب نے
مرے دل پہ ہاتھ رکھ دو، میری دھڑکنوں کو قرار دو

تمہیں صبح کیسی لگی، کہو! مری خواہشوں کے دیار کی
جو بھلی لگی تو یہیں رہو، اسے چاہتوں سے نکھار دو

وہاں گھر میں کون ہے منتظر، کہ ہو فکر دیر سویر کی
بڑی مختصر سی یہ رات ہے، اسی چاندنی میں گزار دو

کوئی بات کرنی ہے چاند سے، کسی شاخسار کی اوٹ میں
مجھے راستے میں یہیں کہیں، کسی کنج گل میں اتار دو

کبھی زندگی میں اگر اکیلا ہو
اور دردِ حد سے گزر جائے
آنکھیں تیری

بات بے بات رو پڑیں
تب کوئی اجنبی

تیری تنہائی کے چاند کا نرم ہالہ بنے

تیری قامت کا سایہ بنے

تیرے زخموں کا سایہ بنے

تیری پلکوں سے شبِ بنم پُنے

تیرے دُکھ کا مسیحا بنے!

پروین شاکر

کبھی زندگی میں اگر اکیلا ہو
اور دردِ حد سے گزر جائے
آنکھیں تیری
بات بے بات رو پڑیں
تب کوئی اجنبی
تیری تنہائی کے چاند کا نرم ہالہ بنے
تیری قامت کا سایہ بنے
تیرے زخموں کا سایہ بنے
تیری پلکوں سے شبِ بنم پُنے
تیرے دُکھ کا مسیحا بنے!

مجھ کو معلوم ہے تم بدل جاؤ گے جا کے پردیس میں
چاہتوں کی حدوں سے نکل جاؤ گے جا کے پردیس میں
راکھ ہو جائے گی قریبوں میں مہکتی ہوئی زندگی
بھر کی آگ میں تم پگھل جاؤ گے جا کے پردیس میں
سب کو بھولو گے پر اپنے بچوں کی جب تمہیں یاد آئے گی
خود بھی بچوں کی صورت نکل جاؤ گے پردیس میں
اپنی پہچان کو خواہشوں کے سمندر میں گر کھو دیا
داستانوں میں پھر تم بھی ڈھل جاؤ گے پردیس میں
یہ بتادوں تمہیں سردیاں آگ برسائیں گی اس جگہ
سوچ لو اب بھی ورنہ جل جاؤ جا کے پردیس میں
تم پہ یوں ہاتھ ڈالیں گی تنہائیاں ایک وقت آجیگا
کوئی آہٹ بھی ہو دہل جاؤ گے جا کے پردیس میں

کل عجب سا سانحہ ہوا ریت پر
نام تیرا نہیں لکھ سکا ریت پر
<http://WasiShahPoetry.wordpress.com>
کس کی آواز سے گھم گئے ہیں قدم
پھر سے کس نے مجھے دی صدا ریت پر
اس کی آنکھوں سے شعلے نکلتے رہے
ناچتی رہ گئی کل گھٹا ریت پر
تو نے جو بھی ہوا سے کہا رہ گیا
مٹ گیا میں نے جو بھی لکھا ریت پر
میں تمہیں چومنا چاہتا ہوں ابھی
اس نے مجھ سے یہ ایک دن کہا ریت پر
اب یہ صحرا ہی تیرے مقدر میں ہیں
تو نے مانگی ہی کیوں تھی دعا ریت پر
ایک شعلہ اٹھا اسی جگہ سے دھبی
میرا آنسو جہاں گر گیا ریت پر

میری آنکھوں کے سمندر میں جلن کیسی ہے
آج پھر دل کو تڑپنے کی لگن کیسی ہے
اب کسی چھت پر چراغوں کی قطار بھی نہیں
اب تیرے شہر کی گلیوں کی گھٹن کیسی ہے
<http://WasiShahPoetry.wordpress.com>
برف کے روپ میں ڈھل جائیں گے سارے رشتے
مجھ سے پوچھو کہ محبت کی لگن کیسی ہے
میں ترے وصل کی خواہش کو نہ مرنے دوں گا
موسم ہجر کے لہجے میں تھکن کیسی ہے
ریگزاروں میں جو بنتی رہی کانٹوں کی ردا
اس کی مجبور سی آنکھوں کرن کیسی ہے
مجھے معصوم سی لڑکی پہ ترس آتا ہے
اسے دیکھو تو محبت میں لگن کیسی ہے

دکھ درد کے ماروں سے مرا ذکر نہ کرنا
گھر جاؤ تو یاروں سے مرا ذکر نہ کرنا
وہ ضبط نہ کر پائیں گے آنکھوں کے سمندر
تم راہ گزاروں سے مرا ذکر نہ کرنا
<http://WasiShahPoetry.wordpress.com>
پھولوں کے نشیمن میں رہا ہوں میں صدا سے
دیکھو کبھی خاروں سے مرا ذکر نہ کرنا
وہ میری کہانی کو غلط رنگ نہ دے دیں
افسانہ نگاروں سے مرا ذکر نہ کرنا
شاید وہ میرے حال پہ بے ساختہ رو پڑیں
اس بار بہاروں سے مرا ذکر نہ کرنا
لے جائیں گے گہرائی میں تم کو بھی بہا کر
دریا کے کناروں سے مرا ذکر نہ کرنا
وہ شخص ملے تو اسے ہر بات بتانا
تم صرف اشاروں سے مرا ذکر نہ کرنا

دو شعر

اندھیری رات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا
ہم اپنی ذات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا

<http://WasiShahPoetry.wordpress>

دکھوں نے بانٹ لیا تمہارے بعد ہمیں
تمہارے بات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا

بھڑکانیں میری پیاس کو اکثر تیری آنکھیں
صحرا مرا چہرہ ہے سمندر تیری آنکھیں
پھر کون بھلا داد تبسم انہیں دے گا
روئیں گی بہت مجھ سے بچھڑ کر تیری آنکھیں
بوجھل نظر آتی ہیں بظاہر مجھے لیکن
کھلتی ہیں بہت دل میں اتر کر تیری آنکھیں
اب تک میری یادوں سے مٹائے نہیں مٹتا
بھگی ہوئی اک شام کا منظر، تیری آنکھیں
ممکن ہو تو اک تازہ غزل اور بھی کہہ لوں
پھر اوڑھ نہ لیں خواب کی چادر، تیری آنکھیں
یوں دیکھتے رہنا اُسے اچھا نہیں محسن
وہ کانچ کا پیکر ہے تو پتھر تیری آنکھیں



حلیہ

حلیہ

حلیہ

کیسے کیسے حادثے ہوتے رہے

ہم یوں ہی جیتے رہے، ہوتے رہے

اس کے آجانے کی امیدیں لے

راتے نر نر کے ہم تکتے رہے

وقت تو گزرا مگر کچھ اس طرح

ہم چراغوں کی طرح جلتے رہے

کتنے چہرے تھے ہمارے اس پاس

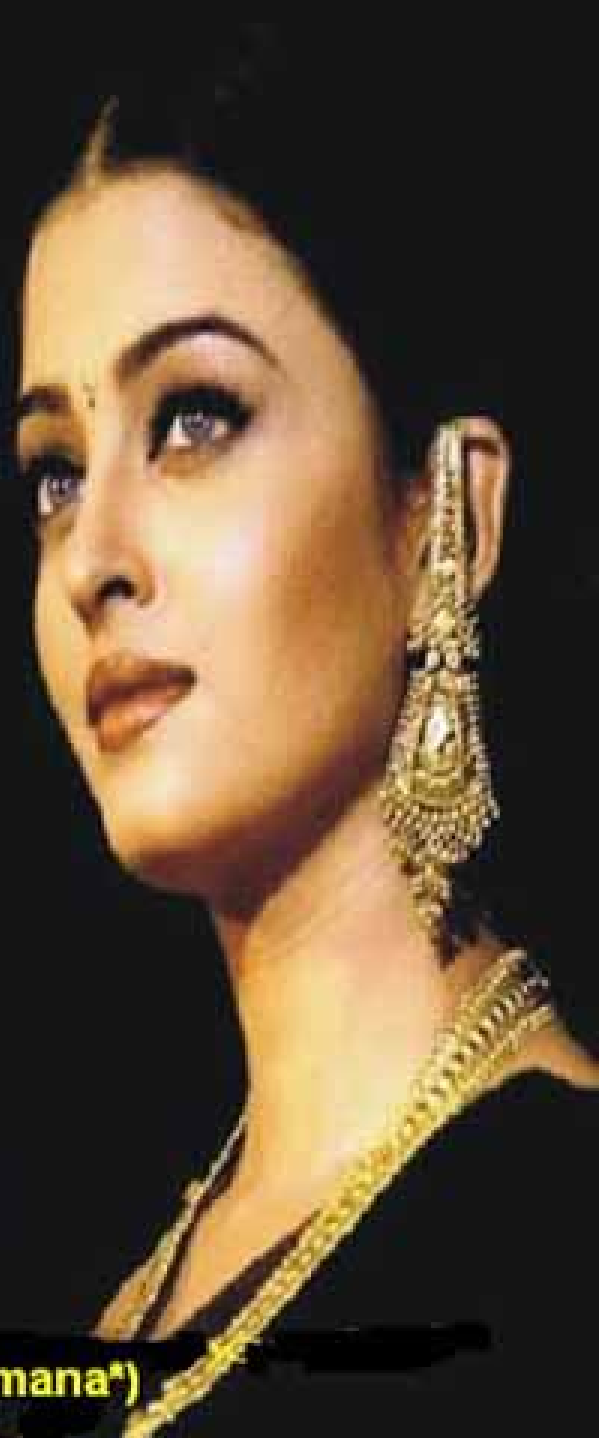
تم ہی تم مگر دل میں بستے رہے

بڑی حیرت سے

بڑی حیرت سے اربابِ وفا کو دیکھتا ہوں
خطا کو دیکھتا ہوں اور سزا کو دیکھتا ہوں
ابھی کچھ دیر ہے شاید میرے مایوس ہونے میں
ابھی کچھ دن فریبِ وفا رہنما کو دیکھتا ہوں
خدا معلوم دل کو جستجو ہے کن جزیروں کی
نہ جانے کن ستاروں کی ضیا کو دیکھتا ہوں
یہ کیا غم ہے مرے اشعار کو نم کر دیا جس نے
یہ دل میں کس سمندر کی گھٹا کو دیکھتا ہوں
ضمیر اک قیدِ نامحسوس کو محسوس کرتا ہے
کسی نادیدنی زنجیرِ پا کو دیکھتا ہوں

اس کی یادوں میں ڈوب جاتی ہوں
خود کو تنہا کبھی جو پاتی ہوں
قطرہ قطرہ وجود سے لے کر
خواہشوں کو لبو پلاتی ہوں
لوگ خوشیاں تلاش کرتے ہیں
میں تو غم بھی خرید لاتی ہوں
چاندنی شب میں اس کی آنکھوں میں
اتک بن کر میں جھلملاتی ہوں
اک خوشی کے حصول کی خاطر
کس قدر رنج میں اٹھاتی ہوں
ان دنوں ہے مزاج دل برہم
رونا چاہوں تو مسکراتی ہوں
سوہتی ہوں کہ بھول جاؤں اسے
ہات لیکن یہ بھول جاتی ہوں
ناز نازک مزاج ہے وہ بھی
اس لیے کم اسے ستاتی ہوں

jumana*)



Udas - Musafir

اے ہوائے غم ذرا میرے ساتھ رہ، میرے ساتھ چل
میرے ساتھ میرے قدم نہیں میرے ساتھ میری نظر نہیں
یہ عمر بھر کی ریاضتیں یہ نگر نگر کی مسافتیں
یہ تو روگ ہیں ماہ و سال کے یہ گردشیں ہیں سفر نہیں

www.friendspoint.com

یہ تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ مر جائے گا
چاند اک قبر کے سینے میں اتر جائے گا
یہ جو اک خواب سا پلکوں سے بندھا رکھا ہے
آنکھ جھپکو گے تو دامن میں بکھر جائے گا
بہر کی ریگ رواں ساتھ لئے پھرتی ہے
اس خرابے میں بھلا کون کدھر جائے گا
حسن اور عشق کے مابین ٹھنی ہے اب کے
اس لڑائی میں کسی ایک کا سر جائے گا
تو نے دیکھا ہے کچھ اس طرح کے اے صورت ماہ
ہاتھ دل پہ جو نہ رکھا تو ٹھہر جائے گا
دیکھنا ایک نہ ایک دن ترے خوشبو کا جمال
درد کی طرح رگ جاں میں اتر جائے گا
یہ مری عمر کا صحرا مرے دجلوں کا سراب
سر مڑگاں نہ رہے گا تو کدھر جائے گا

کتنے چہرے

دن بھر دھوکہ دیتے ہیں

کتنی آنکھیں

دن بھر دھوکہ کھاتی ہیں

کتنے دل

ہر روز نئی ویرانی سے

بھر جاتے ہیں

مر جاتے ہیں

لیکن ٹو

فرحت عباس شاہ

الانست

ڈیزائنر

احمد علی

اردو ورلڈ کام

سب کچھ دیکھتا رہتا ہے خاموشی سے !!



بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی نہ تھی

لے گیا چھین کے کون آج ترا صبر و قرار
بے قراری تجھے اے دل، کبھی ایسی تو نہ تھی

تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس رخسار نے کس کے ہے تجھے چمکایا
تاب تجھ میں مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

کیا سبب تو جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار

کو تری حور شامل کبھی ایسی تو نہ تھی

بارشوں کے موسم میں

وقت کے اندر صبروں میں

میں نے اُس سے پوچھا تھا

چھوڑ توں جاؤ گے؟

ہاتھ تھام کر اُس نے

کان میں بولا تھا

دشمنوں کے موسم میں

میں نے اُس سے پوچھا ہے

چھوڑ کر وہ جانا تھا؟

سُکرائی کلیوں میں

اُس کیوں دلائی تھی؟

جیسا کیوں جگائی تھی؟

میرے ان سوالوں پر

موسموں کے کھیل میں سب

چلتے چلتے وہ بولا

جو بند لگتے رہتے ہیں

Designed By: Ali

عاشق



دھوپ کے روپ میں برسات بھی ہو سکتی تھی
صبح کے دھوکے میں سیاہ رات بھی ہو سکتی تھی
کسی ٹھکڑے کو ہی بنیاد بنا کر آتے
اس بہانے سے ملاقات بھی ہو سکتی تھی
خار پیچھے ہیں بچھے اس نے، تو حیرت سی ہوئی
کوئی چاہت بھری سوغات بھی ہو سکتی تھی
بے نیازی کی نظر سے بچھے بچھنے والے
آپ کی نظر عنایات بھی ہو سکتی تھی
جلد بازی میں بھی تم جیت کے آئے ہو مگر
اس طرح سے تو تمہیں مات بھی ہو سکتی تھی
بے خطر ریشمی باتوں میں اُلجھنے والے
یہ محبت میں کٹھی کھات بھی ہو سکتی تھی
شب سے وابستہ مری ذات کو کرنے والے
مجھ سے وابستہ جری ذات بھی ہو سکتی تھی
موتنگلو بھی تو نہ ہو پائی کبھی اس سے بتول
باتوں باتوں میں وہ اک بات بھی ہو سکتی تھی

شاعرہ: فاخرہ بتول

ترتیب و پیشکش: موسیٰ آرٹ

ابھی تو صبح میں ایسا بھی حال ہونا ہے
کہ ایک روکنا ظم سے حال ہونا ہے

ہر اک لب پہ ہیں میری دعا کے افسانے
حیرت مہم کو ابھی لادمال ہونا ہے

تمہیں خبری نہیں ظم تو لطف چاہ کے
شہارے جز میں ہر لمحہ سال ہونا ہے

بھی تو برونے کا وہ بھی کسی کی باہوں میں
بھی تو اپنی کی نہیں کو نکال ہونا ہے

نہیں گی ہم کو بھی لپے لپے کی
ہیں افسار ہے کب سے سال ہونا ہے

ہر اک لہجے میں چلے گا ہماری راہوں پر
خسبوں میں ہمیں وہ مثال ہونا ہے

یقین ہے مجھ کو وہ لوٹ آئے گا
اے بھی اپنے کے کا مال ہونا ہے

DD
Day Dreamer

اُمید ابھی کچھ باقی ہے

اُمید ہے ایسی بستی کی جہاں جھوٹ کا کاروبار نہ ہو
دہشت کا بازار نہ ہو
جینا بھی دشوار نہ ہو
مرنا بھی آزار نہ ہو
یہ بستی کاش تمہاری ہو
یہ بستی کاش ہماری ہو
وہاں خون کی ہولی عام نہ ہو
اس آنگن میں غم کی شام نہ ہو

اُمید ابھی کچھ باقی ہے
اک بستی بسنے والی ہے
جس بستی میں کوئی ظلم نہ ہو
اور جینا کوئی جرم نہ ہو
وہاں پھول خوشی کے کھلتے ہوں
اور موسم سارے ملتے ہوں
بس رنگ و نور برستے ہوں
اور سارے ہستے بستے ہوں

جہاں مُصَف سے انصاف ملے

دل سب کے سب سے صاف ملے

اک آس ہے ایسی بستی کی

جہاں بھوک سے روٹی سستی ہو۔۔۔!!!

پچھائے خیال کہیں جمع آج و آج کیا
پہلے اس نے سارے پرندوں کو بے شکاک کیا
میں تیرا حکم نہیں • نالتا مگر مجھ میں
میں خیالے کون ہے جس نے تیرا کہنا کیا
بجائے یقین کوئی چارہ نہیں رہا میرے پاس
کہ پہلی بار تو اس نے کوئی بہانہ کیا
مے جو غم تو انہیں اپنے پاس ہی رکھا
خوشی ملی ہے تو تیری طرف روانہ کیا
میں مشت حناک ستاروں کا ہم نوا ٹھہرا
میں ایک پل تھا اور اس نے مجھے زمانہ کیا

اپنی رسوائی تیرے نام کا چرچا دیکھوں
اک ذرا شعر کہوں اور میں کیا کیا دیکھوں
نیند آ جائے تو کیا محفلیں برپا دیکھوں
آنکھ کھل جائے تو تنہائی کا صحرا دیکھوں
شام بھی ہو گئی دھندلا گئیں آنکھیں میری
بھولنے والے میں کب تک تیرا رستہ دیکھوں
سب ضدیں اس کی میں پوری کروں ہر بات سنوں
ایک بچے کی طرح سے اسے ہنستا دیکھوں
مجھ پہ چھا جائے جو برسات کی خوشبو کی طرح
انگ انگ اپنا اسی رت میں مہکتا دیکھوں
تُو میری طرح سے یکتا ہے مگر میرے حبیب
جی میں آتا ہے کوئی اور بھی تجھ سا دیکھوں
میں نے جس لمحے کو پوجا ہے اسے بس اک بار
خواب بن کر تری آنکھوں میں اترتا دیکھوں
تُو میرا کچھ نہیں لگتا ہے مگر جانِ حیات
جانے کیوں تیرے لیے دل کو دھڑکتا دیکھوں

<http://rehanahmed.wordpress.com/>

کس کو پھلتی رہی رات بھر چاندنی
جی جلاتی رہی رات بھر چاندنی
ٹھناتے رہے حسرتوں کے دیے
سکراتی رہی رات بھر چاندنی
اک صیہن جہم کی طرح آفتوش میں
کسائی رہی رات بھر چاندنی
انگ پیچے رہے ہم کسی اور کو
مے پھلتی رہی رات بھر چاندنی

شاعرہ حنیفہ

چہرہ میرا تھا، نگاہیں اس کی
خاموشی میں بھی وہ باتیں اس کی
میرے چہرے پہ غزل لکھتی گئیں
شعر کہتی ہوئی آنکھیں اس کی
شوخ لہجوں کا پتہ دینے لگیں
تیز ہوتی ہوئی سانسیں اس کی
فیصلہ موج ہوا نے لکھا!
آندھیاں میری، بہاریں اس کی
غیر اس موج میں ٹوٹی اکثر
کس طرح کہتی ہیں راتیں اس کی
دُور وہ کر بھی سدا رہتی ہیں
مجھے کو تھا، ہوئے ہاتھیں اس کی

بیرون شاہ

Requested by

Schar

چپکے سے چاند کی روشنی چھو جائے آپ کو

دھیرے سے یہ ہوا کچھ کہہ جائے آپ کو

دل سے جو چاہئے ہو مانگ لو خدا سے

ہم دعا کرتے ہیں مل جائے وہ آپ کو

عید سارک

Designed by Khush

دیار غیر میں کیسے تجھے صدا دیتے

تو دل بھی جاتا تو تجھے گنوا دیتے

تمہیں نے ہم کو سنایا نہ اپنا دکھ ورنہ

دعا وہ کرتے کے ہم آسمان ہلا دیجے

وہ تیرا غم تھا کہ تاثیر میرے لہجے کی

کہ جس کو حال سناتے اسے رلا دیجے

تمہیں بھلانا ہی اول تو دسترس میں نہیں

جو اختیار بھی ہوتا تو کیا بھلا دیجے

تمہاری یاد نے کوئی جواب ہی نہ دیا

میرے خیال کہ آنسوں رہے صدا دیتے

وحی شاہ

دل بھی بچھا ہو شام کی پرچھائیاں بھی ہوں
مر جائیے جو ایسے میں تنہائیاں بھی ہوں
آنکھوں کی سرخ لہر ہے موج سپردگی
یہ کیا ضرور ہے کہ اب انگڑائیاں بھی ہوں
ہر حسن سادہ لو نہ دل میں اتر سکا
کچھ تو مزاج یار میں گہرائیاں بھی ہوں
دنیا کے تذکرے تو طبیعت ہی لے بچھے
بات اس کی ہو تو پھر ٹھن آرائیاں بھی ہوں
پہلے پہل کا عشق ابھی یاد ہے فراز
دل خود یہ چاہتا تھا کہ رسوائیاں بھی ہوں



بن جاؤں اگر تم سے تمہیں کیسا لگے گا
ہر پل میں رہوں تم سے وفا کیسا لگے گا
پڑھتے ہو مجھے تم جو غازوں کی طرح سے
ہو جاؤں اگر تم سے قضا کیسا لگے گا
تم پیار میں خود کو کبھی مٹنے لے ہو راضی
بن جاؤں اگر پیار سزا کیسا لگے گا
خود سے بھی زیادہ ہو یقین تم کو کسی پر
وہ شخص ہی رہے جاؤں دغا کیسا لگے گا
تم اوروں کی محفل کا دیا بن کے جلو پر
تنہائی ملے تم کو صلہ کیسا لگے گا



PA KAFAN ME MAKH PATEGI KA RAZEY
JANAZA ME RAWANEGI KA RAZEY
ZANKADAN K ARMAN DA DIDAN RAGHEY
ROOH DA TANA ME BIALEGI KA RAZEY
CHE PA JALWAND ME STA BASHAR TA PORTA NASHOY
HAGHA STARGEY ME PATEGI KA RAZEY
PA LAHAD K YE ARMAN DA YARANE KARAM
SA PA NAZ TAMBAY BANDEGI KA RAZEY



بھڑکاش میری پیاس کو اکثر تیری آنکھیں
صہرا میرا چہرہ ہے سمندر تیری آنکھیں
پھر کون بھلا دادِ تبسم انہیں دے گا
روشنی کی بہت مجھ سے بچھڑ کر تیری آنکھیں
یوں دیکھتے رہنا اُسے اچھا نہیں محسن
وہ کا پنچ کا پیلر ہے تو پتھر تیری آنکھیں



ستاد تصویر مے طوافونہ اوکمل
پہ یوہ شپہ مے سو جھونہ اوکمل
بیامے احرام دہ لوپٹے اوتمہ
پہ مخ کعبہ مے سو صونزونہ اوکمل
بیامے عقل کیمہ مخ سپینہ گہ
حجر اسود مے پر سودونہ اوکمل
ستاد کوسے نہ تر زمونک د کوسے
ماد صفا سروہ رسمونہ اوکمل
بیامے دخلے پورے سواوخلے راغلے
لکہ زمزم مے ترے گوٹونہ اوکمل
دشیطانوں ویشتل ہم فرض و نو
پہ رقیب مے سو گنارونہ اوکمل
جانانہ وایہ حج قبول شو کہ نہ
کہ دامے ہسے کوششونہ اوکمل

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈوبو یا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
ہنا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کلنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو ذائقوں پر دھرا ہوتا
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

مرزا غالب



میں جو دن کو بھی کہوں رات، وہ قرار کرے

میں جو دن کو بھی کہوں رات، وہ قرار کرے
مجھ کو حسرت ہے کوئی یوں بھی مجھے پیار کرے
میری خاطر وہ ہے دنیا کے طعنے، دھکے
ننگے پیروں سے وہ صحراؤں کے کانٹے چھپے
مجھ کو پانے کے لئے بچوں کے روزے رکھے
میں ہوں دیوانہ، وہ دیوانوں سا اظہار کرے
میں جو دن کو بھی کہوں رات، وہ اقرار کرے
مجھ کو حسرت ہے کوئی یوں بھی مجھے پیار کرے

وصی شاہ <http://wasishahpoetry.wordpress.com>

مت کہو مجھے اظہار محبت زباں سے بیاں کرنے کو
سنا ہے زمانے سے کہ ہوتے ہیں کان دیواروں کے بھی
ہونے دو یہ قصہ بیاں آنکھوں سے سحر
کہ یہ کر دیتی ہیں ہر بات خاموشی میں بھی



غزل

قرضِ نگاہِ یار ادا کر چکے ہیں ہم
سب کچھ نثارِ راہِ وفا کر چکے ہیں ہم
کچھ امتحانِ دستِ جفا کر چکے ہیں ہم
کچھ ان کی دسترس کا پتا کر چکے ہیں ہم
اب احتیاط کی کوئی صورت نہیں رہی
قاتل سے رسم و راہ سوا کر چکے ہیں ہم
دیکھیں ہے کون کون، ضرورت نہیں رہی
کوئے ستم میں سب کو خفا کر چکے ہیں ہم
اب اپنا اختیار ہے چاہیں جہاں چلیں
رہبر سے اپنی راہ جدا کر چکے ہیں ہم
ان کی نظر میں، کیا کریں، پھیکا ہے اب بھی رنگ
جتنا لہو تھا صرفِ قبا کر چکے ہیں ہم
کچھ اپنے دل کی خو کا بھی شکرانہ چاہئے
سو بار ان کی خو کا گلہ کر چکے ہیں ہم

فیض احمد فیض

ترسی امید، ترا انتظار جب سے ہے
نہ شب کو دن سے شکایت، نہ دن کو شب سے ہے

کسی کا درد ہو کرتے ہیں تیرے نام رقم
گلد ہے جو بھی کسی سے ترے سبب سے ہے

ہوا ہے جب سے دل نا صبور بے قابو
کلام تجھ سے نظر کو بڑے ادب سے ہے

اگر شر ہے تو بھڑکے، جو پھول ہے تو کھلے
طرح طرح کے طلب، تیرے رنگ لب سے ہے

کہاں گئے شبِ فرقت کے جاگنے والے
ستارے سحری ہم کلام کب سے ہے

Faiz

پھرے گا تو بھی یونہی کو بکو ہماری طرح
دریدہ دامن و آشفته مو ہماری طرح

کبھی تو سنگ سے پھوٹے گی آج بگو غم کی
کبھی تو ٹوٹ کے روئے گا تو ہماری طرح

پلٹ کے تجھ کو بھی آنا ہے اس طرف لیکن
لٹا کے قافلہء رنگ و بو ہماری طرح

وہ لاکھ دشمن جاں ہو مگر خدا نہ کرے
کہ اس کا حال بھی ہو ہو ہو ہماری طرح

ہی فرآز سزاوار سنگ کیوں ٹھہرے
کہ اور بھی تو ہیں دیوانہ تو ہماری طرح

میں تو مقتل میں بھی قسمت کا سکندر نکلا
قرعہٴ فعال میرے نام کا اکثر نکلا
تھا جنہیں زعم، وہ دریا بھی مجھی میں ڈوبے
میں کہ صحرا نظر آتا تھا سمندر نکلا
میں نے اُس جان بہاراں کو بہت یاد کیا
جب کوئی پھول میری شاخ ہنر پر نکلا
شہر والوں کی محبت کا میں قائل ہوں مگر
میں نے جس ہاتھ کو چوما، وہی مخمّر نکلا
تو یہیں ہار گیا تھا میرے بڑوں دشمن
مجھ سے تھا کے مقابل، تیرا لشکر نکلا
میں کہ صحرائے محبت کا مسافر تھا فراز
ایک جھونکا تھا کہ خوشبو کے سفر پر نکلا

یہ جان کر بھی کہ دونوں کے راستے تھے الگ
عجیب حال تھا جب اس سے ہو رہے تھے الگ

یہ حرف و لفظ ہیں دنیا سے گفتگو کے لیے
کسی سے ہم سخی کے مکالمے تھے الگ

<http://AhmedFarazPoetry.wordpress.com>

خیال ان کا بھی آیا بھی تمہیں جاناں
جو تم سے دُور بہت دُور جی رہے تھے الگ

ہمی نہیں ہیں، ہماری طرح کے اور بھی لوگ
عذاب میں تھے جو اوروں سے سوچتے تھے الگ

اکیلے پن کی اذیت کا اب گلہ کیسا
فراز خود ہی تو اپنوں سے ہو گئے تھے الگ



وحشت تھی مگر چاک لبادہ بھی نہیں تھا

یوں زخم نمائی کا ارادہ بھی نہیں تھا

<http://AhmedFarazPoetry.wordpress.com>

خلعت کے لیے قیمت جاں یوں بھی بہت تھی

پھر اتنا دلاویز لبادہ بھی نہیں تھا

ہم مرجبا کہتے ترے ہر تیر ستم پر

سچ یہ ہے کہ دل اتنا کشادہ بھی نہیں تھا

ہم خون میں نہلائے گئے تیری گلی میں

اور تُو کہ سر بام ستادہ بھی نہیں تھا

یارو کوئی تدبیر کرو تم کہ وہ ہم سے

ناخوش تھا مگر اتنا زیادہ بھی نہیں تھا

آخر کو تو گُل ہو گئے سورج سے مسافر

اور میں تو چراغِ سر جادہ بھی نہیں تھا

پاگل ہو فراز آج جو رہ دیکھ رہے ہو

جب اس سے ملاقات کا وعدہ بھی نہیں تھا

ردائے زخم ہر گل پیرہن پہنے ہوئے ہے

جسے دیکھو وہی پُپ کا کفن پہنے ہوئے ہے

<http://AhmedFarazPoetry.wordpress.com>

وہی سچ بولنے والا ہمارا دوست دیکھو

گلے میں طوق پاؤں میں رسن پہنے ہوئے ہے

اندھیری اور اکیلی رات اور دل اور یادیں

یہ جنگل جگنوؤں کا پیرہن پہنے ہوئے ہے

رہا ہو بھی چکے سب ہم قفس کب کے مگر دل

یہ وحشی اب بھی زنجیر کہن پہنے ہوئے ہے

سنا ہے ایک ایسا طائفہ ہے اہل دل کا

جو دیوانہ نہیں دیوانہ پن پہنے ہوئے ہے

فراز اس شہر میں کس کو دکھاؤں زخم اپنے

یہاں تو ہر کوئی مجھ سا بدن پہنے ہوئے ہے

آگ ہو تو

آگ ہو تو جلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
برف کے پگھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
چاہے کوئی تھک جائے چاہے کوئی رہ جائے
قافلوں کو چلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
چاہے کوئی جیسا بھی ہمسفر ہو صدیوں سے
راستہ بدلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
یہ تو وقت کے بس میں ہے کہ کتنی مہلت دے
درد بخت ڈھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
موسم کا بدن لے کر دھوپ میں نکل آنا
اور پھر پگھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
سوج کی زمینوں پر راتے جا ہوں تو
دور جا نکلنے میں دیر کتنی لگتی ہے

(فرحت عباس شاہ)

غزل

مثال برگ میں خود کو اڑانا چاہتی ہوں
ہوائے تند پہ مسکن بنانا چاہتی ہوں
وہ جن کی آنکھوں میں ہوتا ہے زندگی میں ملال
اسی قبیلے سے خود کو ملانا چاہتی ہوں
جہاں کے بند ہیں صدیوں سے مجھ پہ دروازے
میں ایک بار اسی گھر میں جانا چاہتی ہوں
ستم شعار کی چوکھٹ پہ عدل کی زنجیر
برائے داد رسی اب ہلانا چاہتی ہوں
نجانے کیسے گزاروں گی ہجر کی ساعت
گھڑی کو توڑ کے سب بھول جانا چاہتی ہوں
مسافروں کو ملی منزل طلب نیناں
دفا کی راہ میں اپنا ٹھکانہ چاہتی ہوں

فرزانہ نیناں

غزل

منزل کو رہنڈر میں کبھی رکھ دیا کرو
اپنی طلب سفر میں کبھی رکھ دیا کرو
جن پر وصال یار کا طاری رہے نشہ
وہ حوصلے نہ ڈر میں کبھی رکھ دیا کرو
تاروں بھرے فلک سے، اڑانیں گری ہوئی
بے جاں شکستہ پر میں کبھی رکھ دیا کرو
ممکن ہے اس کو بھی کبھی لے آئے چاند رات
کچھ پھول سونے گھر میں کبھی رکھ دیا کرو
حالات میں پسلی ہوئی مجبوریوں کو تم
احباب کی نظر میں کبھی رکھ دیا کرو
پیا سوں کے واسطے یہی نیناں بھرے بھرے
جلتے جھلتے، تھر میں کبھی رکھ دیا کرو

فرزانہ نیناں

☆ فنی غزل ☆

یوں زندگی کی راہ میں ٹکرا گیا کوئی
رسمای میں نے پوچھ لیا کچھ کھایے جناب
ویگن میں بڑی زور سے میں چیخنی
مجھے بڑا مزا آیا کیلا کھاتے ہوئے
جب چیٹنگ کرتے ہوئے میں نے کسی کو پاگل کہا
پاگل تھی میں جو اس بے وفا کو اپنا سمجھا
میرا کیا جرم تھا دوست کامران یہ تو بتا
وہ ایک لمحے کا سفر آج بھی یاد ہے مجھے
تم کیا سمجھو دل کی بات کو کزن محسن
میں اس قابل تو نہیں کہ کوئی مجھ کو چاہے

مدت سے دل کے آنگن میں لوڈ شیڈنگ تھی حنا

اپنے حسن کے بلب اس میں جلا گیا کوئی



دی کراچی ورلڈ

Www.TkwForum.Cjb.Net

Www.TheKarachiWorld.Cjb.Net



فضا کے سرد لہجے کی ادائیں رقص کرتی ہیں
گئے لہجوں کی خواہش پر ہوائیں رقص کرتی ہیں
ستارے ٹوٹتے ہیں جب تو گھر کے ایک کونے میں
کسی کے سرخ ہونٹوں پر دعائیں رقص کرتی ہیں
کئی بستے گھروں پر ایک ستانا سا چھایا ہے
کئی خالی مکانوں میں صدائیں رقص کرتی ہیں
سنا ہے رات کے پچھلے پہر دریا کے ہونٹوں پر
کسی کے گھرے پہ کچھ وفائیں رقص کرتی ہیں
تمہیں معلوم ہے کہ بے خبر برسات کے آگے
کئی کچے گھروں میں التجائیں رقص کرتی ہیں
ہمارا آفتاب آئے تو دریا کے کناروں پر
فضا میں تیرتی چنچل شعاعیں رقص کرتی ہیں

☆ فنی غزل ☆

خود نیچے اتر کر مجھ کو لپکا گیا کوئی
گھر میں جو کچھ پکا تھا سب کھا گیا کوئی
میرے پاؤں کو جب سینڈل سے دبا گیا کوئی
لیکن افسوس ہوا جب روڈ پر پھسل گیا کوئی
بڑی خوشی سے جب جھوم اٹھا کوئی
سرعام کالج میں مجھ کو رسوا کر گیا کوئی
جب سی ڈی کے بہانے گھر میں چلا آیا کوئی
جب اچانک دل کے خانے میں بس گیا کوئی
اپنی باتوں سے دل میں جب اتر گیا کوئی
لیکن بنا پوچھے مجھ کو چاہ گیا کوئی

یوں زندگی کی راہ میں ٹکرا گیا کوئی
رسمابہی میں نے پوچھ لیا کچھ کھائے جناب
ویگن میں بڑی زور سے میں چیختی
مجھے بڑا مزا آیا کیلا کھاتے ہوئے
جب چیٹنگ کرتے ہوئے میں نے کسی کو پاگل کہا
پاگل تھی میں جو اس بے وفا کو اپنا سمجھا
میرا کیا جرم تھا دوست کامران یہ تو بتا
وہ ایک لمحے کا سفر آج بھی یاد ہے مجھے
تم کیا سمجھو دل کی بات کو کزن محسن
میں اس قابل تو نہیں کہ کوئی مجھ کو چاہے

مدت سے دل کے آنگن میں لوڈ شیڈنگ تھی حنا
اپنے حسن کے بلب اس میں جلا گیا کوئی

SadPoetry.org

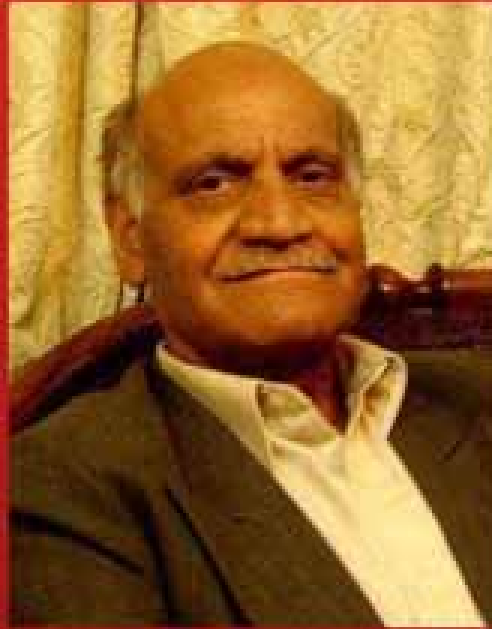
وہ جو سب اذیت پائی تھے
وہ جو شاخ شاخ پر اٹخ تھے
وہ جو آکوں کو بھارتھا
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا

تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ رقیب کے جو بغیر تھی
وہ جو چاند رات کی سیر تھی
وہ جو مہد فصل بہار تھا
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا

مجھے سب سے یاد ڈرا
تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

انور مسعود



SadPoetry.org

تم بھول گئے شاید

وہ جو دردِ شہد کی کبھی تھی
وہ جو نرم شکل حریر تھی
وہ جو آٹے کا انار تھا
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا

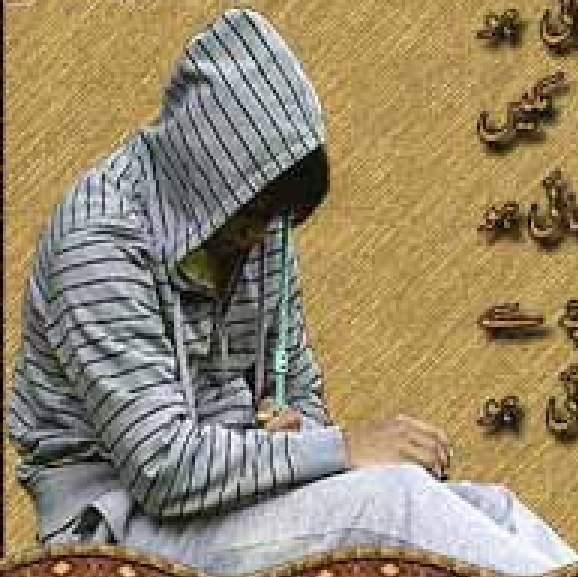
تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہرن کے سچ کہاں تھے
وہ جو آپ اپنا جواب تھے
وہ جو کوسے کا انار تھا
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا

تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

حکمِ تنہا

کچھ تو اے بارِ طلاق تم عجمی ہو
بات آتی تھی وہ بندہ جائے کہ مصالحتی ہو
لوہے والے تو آنکھوں سے تھی کب لگے ہیں
لوہے کے لئے لازم نہیں گھڑائی ہو
ہنس نے تھی مجھ کو قہقہا سا یا گنگا ہے
لب ضروروں ہے وہی شخص قاضی ہو
میں تھے جیت تھی تھے میں انوں دے لگا
چاہتا ہے تھی نہیں وہاں کہ تیری پہچانی ہو
آج تو یہم میں ہر آنکھ تھی پر تم جیسے
ہاتھوں میری کسی نے یہاں دھرائی ہو
کوئی انجان نہ ہو شو عبت کا نہیں
کاش ہر دل کی ہر اک دل سے فکارتی ہو
یوں گزند چاہتا ہے حیران ترے کوچے سے
عجرا ہاتھ نہ ہو جیسے کوئی عجمی ہو



ستارے رنگ دکھانے لگے ہیں
جب سحر نظر آنے لگے ہیں

ہاری بستیوں کی خیر یاد
سندھ شہر تک آنے لگے ہیں

وہاں دے رہے ہیں ماؤں کے لب
سپاہی جنگ پہ جانے لگے ہیں

جہاں سروں کی فصلیں جل گئی تھیں
وہاں اب کھیت لہرانے لگے ہیں

بڑاوں ہار گزرے تھے جہاں سے
وہ کوسے آج اٹھانے لگے ہیں

ہمیں ان سے کبھی نسبت تھی شاید
یہ چہرے جانے بچانے لگے ہیں

ہاری منزلیں آئیں نہ آئیں
ترے رستے کبھ آنے لگے ہیں

ہم اپنے دور کے حافظہ نہیں ہے
تری آنکھوں میں سمٹانے لگے ہیں

جنہیں بھولے ہوئے اک مرگزی
وہ قیصر آج یاد آنے لگے ہیں

ہمکی منزل سے نہ لوٹ آتا تھا
ہم کو تو دور تک جانا تھا

آپ آئے تو سوہنے آئے
درد اب کس نے جہاں آتا تھا

شہر وہاں ہے تو کیا غم اے دوست
دل سے بیاد کر کوئی دیرانہ تھا

ہوش آیا تو یہ معلوم ہوا
تیری نظروں کا وہ بیاد تھا

اس کہانی پہ وہ روئے اس بار
پہلے مجھے تھے کہ انسانہ تھا

میر سے دیوار اٹھاؤ لوگو
اس جگہ پہ مرا بیاد تھا

میر اے دھوڑ کے لادِ قیصر
ایک شاعر تھا کہ دیوانہ تھا

آئے ہو اس طرف تو طاقت بھی تو ہو
کیسے کہے گی رات کوئی بات بھی تو ہو

مانگے ہیں آسمان سے تری تڑپوں کے خواب
حرف دعا میں کوئی کلمات بھی تو ہو

دکھناں ہیں میرے شہر میں ہر سڑکیاں
دور خزاں میں موسم برسات بھی تو ہو

سورج کی تیز دھوپ سے چلنے لگا بدن
رستے بہت کٹھن ہیں کہیں رات بھی تو ہو

اب کیجئے قسم کے سچے زاویے سماں
زعمانوں میں آپ کی سوچات بھی تو ہو

میں نے بھی اپنے خون سے پیتا ہے یہ عاز
بیوقوف امن میں مری کچھ بات بھی تو ہو

قیصر قرار داد میں شامل نہیں تھے ہم
کوئی فریقِ وقتِ سوگات بھی تو ہو



UrduPoetry.com.pk

تیرے نام

UrduPoetry.com.pk

غم نہ کر تیرے لیے چراغ بن جاؤں گا
خود جل کر تیری راہ میں روشنی کر جاؤں گا
ڈر ہے کہ مجھ سے رسوائیاں نہ ملیں تمہیں
ترک تعلق میں خود سے ہی کر جاؤں گا
تیرے آنچل میں ہوں پھول خواہش میری
اپنا دامن میں کانٹوں سے بھر جاؤں گا
لاکھ بھلانے سے بھی نہ بھول سکو گی تم
میں پیار ہی تم سے اتنا کر جاؤں گا
سنوارو اپنا نصیب تم خوشی سے ایمان
میں کہ برف پہ بنی تصویر آخر مٹ جاؤں گا

UrduPoetry.com.pk

غزل

قیصر عباس

تم وقتِ سحر روزِنا دیوار میں دیکھو
لالی سی کہیں صبح کے آثار میں دیکھو

ہر جنس کی قیمت ہے مرے مرے زیادہ
رک کر تو کبھی کوچہ و بازار میں دیکھو

تھک بار کے سیکھے ہیں مسافت کے قرینے
اک تازہ سبز سایہ دیوار میں دیکھو

یہ اٹلس و کنوَاب مرا اہل نہیں ہیں
ملنا ہو تو مجھ کو مرے پندار میں دیکھو

اب جرم ہے مسائے کا مسائے سے ملنا
یہ تازہ خبر آج کے اخبار میں دیکھو

میں نیند میں چلا ہوا کھو جاؤں نہ قیصر
آہٹ مرے قدموں کی شبِ بار میں دیکھو

ماں کے بعد

میرا مکان سے کیا گیا کوئی
موسم گل چا گیا کوئی

قریب دل سے کوچہ جاں تک
ساری شمعیں بجھا گیا کوئی

دھج بے سائباں ہے اور ہم ہیں
گھر کے رستے مٹا گیا کوئی

ہر دہچے میں آئیں اس کی
خوشبوئیں ہانکا گیا کوئی

پاجنوں کے جزر دکھوں کے مال
سب قریبے سکھا گیا کوئی

جن منڈیوں پہ دھوپ تھی قیصر
شب کے سائے بجھا گیا کوئی

فصلیا جاں پہ کوئی آفتاب اترے گا
سریہ جسم پہ کس کا شباب اترے گا

کبھی تو نیکیوں آنکھوں کے خوب جاگیں گے
تری نظر میں مرا انتخاب اترے گا

یہ سلی لنگہ رواں کچھ رکے تو بات ہے
سب سے شوق کہاں رہے اب اترے گا

تا ہے اب کے برس بھینکی رتوں کے لیے
مری زمین پہ کوئی سحاب اترے گا

میں اس صدی کا مسافر ہوں جس کے دامن میں
نہ گل کھلیں گے نہ کوئی گلاب اترے گا

کائنات سے کہتا کہ ہوشیار رہے
سپاہ شاہ پہ اک انتخاب اترے گا

جہاں سے تیر چلے تھے مرے قہیلے پر
اسی فصیل پہ اک دن طراب اترے گا

مرا گمان ہے قیصر بدلنے موسم میں
تاری شگ زخمی پر چناب اترے گا

بند دوازوں کے تالے جاگیں
دنگلیں وہ کہ اجالے جاگیں

بیکدے بند ہیں گھیاں خاموش
ساتیا بول کہ جالے جاگیں

کوئی تو صبح کی خوشبو چمے
گاؤں سو جائے، گوالے جاگیں

ہر نئی صبح ہے نظاروں کی نقیب
کیوں مری بستریوں والے جاگیں

ان سے کہنا کہ بہت دیر ہوئی
جب کبھی تالے والے جاگیں

اپنے نامی سے جا ہوں قیصر
وہ جو آئے تو حالے جاگیں

خوابوں کا گزر دینا بیدار سے ہوگا
خوشبو کا سطر برد و دلیار سے ہوگا

پھر کاسے سر کو پہنہ قائل میں لگیں گے
یہ تکمیل تو جاری رہن دہار سے ہوگا

ہر حرف سے پھولے کی کرن سج
جنوں کی
ہر باب رقم حرات انہار سے ہوگا

تمیر شہتاں تو شہزاد کریں گے
تخریب کا آغاز شہر یار سے ہوگا

پہچان شرافت کی زرد مال سے ہوگی
معیار سخن جنہ و دستار سے ہوگا

ہر صبح کی نسبت کسی مظلوم سے ہوگی
آغاز ہر اک شب کا سنگار سے ہوگا

قیصر ترے لفظوں کی تک یاد رہے گی
انگریزوں دواں ترے اشعار سے ہوگا

اب وہ تک یاد کا سرا ہے نظر میں
یکہ روز تو رہتا ہے اسی راہ گزر میں

ہم عباس کے جنگل کی کہیں گاہ سے نہ لگے
دو ہائے صلیب کا کنارہ تھا مگر میں

کس کے لیے ہاتھوں کی کٹیروں کو اٹھادی
اپنا تو ہر اک ملی ہے ستاروں کے اثر میں

اب خواب بھی دیکھے نہیں جانتے کہ یہ آنکھیں
بس جاگتی رہتی ہیں ترسے سلیوٹو در میں

کس کے لیے سروں کو لایعہ میں دکھا جانتے
خود دھوٹ کے چھائی ملی آئی ہے مگر میں

پھر عشق الہی کے سوا میں کی صدا آئی
پھر کون ہوا سوزہ الزام مگر میں

تیسرے بھی صلیب اپنی اٹھائے ہوئے گزرا
کہتے ہیں کہ خود راہ تھا بیچے کے ہر میں

دوتے دوتے آنکھ سے تو ہنسنے ۛۛ
ہونٹوں پر مسکان کو زعمہ رہنے ۛۛ

خوشیوں کی ڈت پر بھی ان کے ہمرے ہیں
ہے موسم کے پھول نکلیں تو نکلتے ۛۛ

کتنا گہرا سناہ ہے ساحل پر
لہروں سے طوفان اٹھے تو اٹھتے ۛۛ

جانے کب ۛۛ ایک مسافر آ پچھے
چمکتے پر ایک دھبہ جا کر چلتے ۛۛ

جن خواہوں میں اس کی خوشبو پھیلی ہے
ان خواہوں کو دل میں زعمہ رہنے ۛۛ

لوگوں سے کہہ ۛۛ امیدیں زعمہ ہیں
قیصر آنسو پگھوں سے مت گرنے ۛۛ

GHAZAL

by junaid

<http://urdu-mag.com>

Barsoon Kay Intizaar Ka Anjaam Likh Dia
Kaaghaz Pay Shaam Kaat Kay Phir Shaam Likh Dia
Bikhri Pari Thi Toot Kay Kaliyaan Zameen Per
Tarteeb Day Kay Mein Nai Tera Naam Likh Dia
Aasan Nahi Thi Tark-E-Mohabbat Ki Dastaan
Jo Aansoon Nay Aakhri Paighaam Likh Dia
Allah! Zindagi Say Kahan Tak Nibhaon Mein
Kiss Bewafa Kay Saath Mera Naam Likh Dia
Taqseem Ho Rahi Thi Khudai Ki Naimatein
Ik Ishq Bach Gaya So Mere Naam Likh Dia
Kisi Ki Dain Hai Yeh Shairi Meri
Uski Ghazal Pay Jisney Mera Naam Likh Dia ...

GHAZAL

by mohsin naqvi

<http://urdu-mag.com>

Bn k rehty thy jo Mazi me Ujalon ki trah
Aj kitabon me hain wo log Hwalon ki trah
Shab e tarik me ye bikhry huwe taary dekho
Kisi ulfat me uljhy hain Khyalon ki trah
Maykush kiya hai teri ulfat ne mujh
Teri yaaden hain Sagar k Pyalon ki trah
Raah e ulfat me kahi Log toot kr bikhry
Dunya krti hai unhe pysh, Misalon ki trah
Jb se khayen hain Zakhm teri muhabat me "Mohsin"
Nigahen mujh pe uthti hain Sawalon ki trah.

Hand drawn
flower



وہ عجیب خالی سی رات تھی، غم ہجر سے جو بھری رہی
مرے زرد لان پہ صبح تک، تری چاندنی سی دھری رہی

وہ بھٹک گیا، جو ستارہ تھا، وہ کدھر گیا؟ جو ہمارا تھا
نئے آسماں کے نصیب میں، وہی کہنہ در بدری رہی

وہی شام شام سے پیڑ تھے، وہی تارا تارا سی ٹہنیاں
وہی گونجتا ہوا آسماں، تری گونج جس میں بھری رہی

کوئی چاند ٹوٹ کے گر گیا، کوئی خواب جی میں بکھر گیا
مرے صبح کے در و بام پر، وہی شامِ غم نگری رہی

وہ طلائی سکہ کہ گھس گیا، مگر اپنی قدر نہ کھو سکا
گئی، لہجے میں جو کھنک سی تھی، تری بات پھر بھی کھری رہی

وہی زرد پتوں کا اک ہجوم سا، سطر سطر میں گونج اٹھا
مری حرف حرف اجاڑ گود، مہ صدا سے بھری رہی

کوئی عکسِ نورِ بسیط تھا، مرے ذہن و دل پہ محیط تھا
رہا جب تلک کوئی سامنے، مرے ساتھ بے خبری رہی

نہ رہی تو حرف گری رہی، جو رہی تو نقش گری رہی
سو پسِ سخن، تری ہم سخن، مری شانِ بے ہنری رہی



وہ جو روٹھیں یوں مٹانا چاہئے زندگی سے روٹھ جانا چاہئے

ہمتِ قاتل بڑھانا چاہئے زیرِ خنجر مسکرانا چاہئے

زندگی ہے نام جہد و جنگ کا موت کیا ہے؛ بھول جانا چاہئے

ہے انہیں دھوکوں سے دل کی زندگی جو حسین دھوکا ہو کھانا چاہئے

لذتیں ہیں دشمنِ اوج کمال کلفتوں سے جی لگانا چاہئے

اُن سے ملنے کو تو کیا کہئے جسگر

خود سے ملنے کو زانا چاہئے

غزل

قیصر عباس

چہ مکھی مار کے شاطر نکلا
رات کے غار سے سورج نکلا
کوئی ہزار تھا دروازے پر
جب میں گھر چھوڑ کے باہر نکلا
ایک دوزخ تھی تہہ آب رواں
آگ میں جل کے سندھ نکلا
امن کی فاختہ اڑتی کیسے
وار ایسا تھا کہ شہر نکلا
دھوپ جہاں تھی کہ بارش لے کر
شک جنگل میں بھی جل تھل نکلا
اس خرابے میں تو مجھ سا کم ظرف
ہر تو مندار سے بہتر نکلا
عمر کی شام بھی آپہنچی تھی
جب تک دل سے وہ ظالم نکلا
ایک چہرہ تھا تعاقب میں مرے
کب تری یاد سے قیصر نکلا

تج کیس گھنگرو داسے بادل پٹیاں سے کالے
 تس رنگ کے اجالے بجلیاں اٹھیں گنگن میں (مذنیالی)
 جج من تیرا کہوتو ہے حج ہوا میں حیراں
 پھر نھر نکو اڑانے دس پتوں کی مار تین (انصرتی)
 یہ سب گم گشتہ پھر آگا یہ کتوں نم نہ کلا
 گھر ترا امیہ کا ہوگا گھستیاں نم نہ کلا (محمد قلی قطب شاہ)
 طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگ آمل سے پیا
 حج بن مجھے جینا ہوت ہونا ہے مشکل سے پیا (دو جوی)
 دلی شاعری میں یہ روایت کچھ دور تک چلتی ہے۔ جہاں دلی کی غزل میں اس راز کے شمرتے ہیں:

مت نیتے کے شعلے سوں جتے کو جلتی جا
 ننگ مہر کے پانی سوں یہ آگ بجھاتی جا
 حج چال کی قیمت سوں دل تیں ہے مرا وقف
 سے مان بھری پنچیں ننگ بھاؤ بتاتی جا

لیکن آگے چل کر دلی کی زبان اور پیرایہ اشعار میں جبریل رونم ہوئی۔ شاہ سمر دلی اور شاہ سعداٹ گھمن کے مشیر سے فارسی غزل کے مطالعے کا اثر تھا۔ وہ نے فارسی غزل کی روایت کو اپنا لیا۔ ساتھ ہی انہوں نے فارسی لفظیات بھی اپنائی۔ دلی کی غزلیہ شاعری میں ایسے مست سے شہرل جاتے ہیں:

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے عجب اس کا
 بغیر از وہیہ حیرن نہیں جگ میں نقاب اس کا
 زندگی جام عیش ہے لیکن فائدہ کیا اگر عدم نہیں
 سراج اور نگ آبادی کی شاعری میں دکنی اور فارسی کے دونوں رنگ الگ الگ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی مشہور غزل کے یہ شعر ملاحظہ ہوں جو فارسی ہیں ڈوبی ہوئی ہے:

خبر تجیر عشق من نہ جنوں رہا نہ پری رہی
 نہ تو تو رہا نہ نہیں رہا جو رہی سو بے خبری رہی
 چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ تین سرور کا حل گیا
 مگر ایک شاخ شاہاں نم جیسے دل کھیں سو بہری رہی

اور یہ اشعار قدیم دکنی غزل کی روایت سے قریب ہیں۔۔۔

تصور تجھ بھوں کا اسے صنم سرن ہوا من کا
 سدا ذیول کی دجا کام ہے ہر یک برہمن کا
 تین کی پہلی میں اور سر بچن ترا مبارک مقام دستا
 پلک پلک کھول کر جو دیکھوں تو مجھ و ماہ تمام دستا

عقل

جیلیں بھرنے سے تحریک کبھی کچھلی نہیں جاتی
اسلموں کے زور پہ جنگیں کبھی جیتی نہیں جاتی

تمہیں کیا جھونک دو لوگوں کو میدان لڑائی میں
فوجوں کو بڑھا دینے سے بازی پلٹی نہیں جاتی

ہموں کو جسم سے باندھے معصوم تیار سٹھے ہیں
مایوسی میں مٹ جانے کی خواہش دیکھی نہیں جاتی

بنے ہو اپنے کیوں اپنے دشمن زرا تو عقل سے کام لو
انہی تم عقلی کسی قوم میں پائی نہیں جاتی

ہو جس شاخ پہ سٹھے اسے تم کاٹتے کیوں ہو
پرانی عادتیں انسان کی بری نہیں جاتی

لے گناہوں کے خون کو جہاد کا نام دیتے ہو
مگر جنت انہی آسمانی سے تو پائی نہیں جاتی

تنویر تو رکھو ہمت اٹھا ہاتھ دعاؤں کا
جو نکلی ہو دعا دل سے کبھی خالی نہیں جاتی

تنویر سلیم

July 2007

یہ جو چہروں پہ لئے گردِ الم آتے ہیں
یہ تمہارے ہی پشیمانِ کرم آتے ہیں
اتنا کھل کر بھی نہ رو، جسم کی بستی کو بچا
بارشیں کم ہوں تو سیلاب بھی کم آتے ہیں
تو سنا تیری مسافت کی کہانی کیا ہے
میرے رستے میں تو ہر گام پہ خم آتے ہیں
خول چہروں پہ چڑھانے نہیں آتے ہم کو
گاؤں کے لوگ ہیں ہم شہر میں کم آتے ہیں
وہ تو بیدل کوئی سوکھا ہوا پتا ہوگا
تیرے آنگن میں کہاں اُن کے قدم آتے ہیں

غزل... یہ کیا عجیب راز ہے

یہ کیا عجیب راز ہے ، سمجھ سکوں تو بات ہے
نہ اب وہ اُن کی بے رُخی ، نہ اب وہ اثفات ہے

بری تباہیوں کا بھی فسانہ کیا فسانہ ہے
نہ بجلیوں کا تذکرہ نہ اشیاں کی بات ہے

یہ کیا سکوں ہے ؟ اس سکوں میں کتنے اضطراب ہیں
یہ کس کا میرے سینے پر خنک خنک سا ہات ہے

نگاہ میں بسا بسا ، نگاہ سے بچا بچا
رُکا رُکا ، کھچا کھچا ، یہ کون میرے سات ہے

جراغ بُجھ چکے ، پٹنٹے جل چکے ، سحر ہوئی
مگر ابھی بری جدائیوں کی رات ، رات ہے

مجید امجد -

HTTP://WWW.FACEBOOK.COM/DESIGNERQUEENVICTORIA



کیا عشق ایک زندگی مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائدار کا
وہ عشق جس کی شمع بھجادیے اجل کی پھونک
اس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا
میری بساط کیا ہے، تب و تاب یک نفس
شعلے سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
کر پہلے مجھ کو زندگی جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دل بے قرار کا
کانشا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب، وہ درد جس کی ککک لازوال ہو!



غزل
علامہ اقبال

DESIGNED BY QUEEN VICTORIA : WWW.URDUWORLD.COM



موسم ٹھہر گیا فاخر ہبتول

موجوں میں اضطراب کا موسم ٹھہر گیا
کشتی کے بیچ و تاب کا موسم ٹھہر گیا
اُس نے گلاب چھو کے جو دیکھا مری طرف
ایسے لگا گلاب کا موسم ٹھہر گیا
سوئے تو شب کے قافلے آنکھوں میں چل پڑے
جاگے تو جیسے خواب کا موسم ٹھہر گیا
پل بھر میرے سوال کا موسم نہیں رہا
لیکن تیرے جواب کا موسم ٹھہر گیا

اُس نے کہا کہ آنکھ میں گہرا غبار کیوں؟
میں نے کہا ، عذاب کا موسم ٹھہر گیا
سورج کی اورحنی مجھے چمکتی رہی سدا
سر پر ترے صحاب کا موسم ٹھہر گیا
صحرا میں وہ سراب کی صورت ملا بتول
پھر یوں ہوا سراب کا موسم ٹھہر گیا



DESIGNED BY
QUEEN VICTORIA
WWW.URDUWORLD.COM

WWW.URDUWOORLD.COM

عزرائیلؑ

جل صبح شاہ میں ہم بھی کریں خون دل کشید
سر پیچ و ہفت پارچہ ملائے سردارید
اب زور دست و بازوئے قاتل کا ذکر کیا
انہل نفس کے واسطے ہے قتل نو نوید
ہونے لگی ہے شہر میں ارزانی جمال
جیب طلب میں جب نہ رہی توت خرید
واحسرتا کہ نگلی دامان آرزو
مژدہ کہ اہتمام دعائے بلال عید
الجھا رہا ہے نگر و نسل کا معاملہ
یا راہ انہل ہیٹ ہے یا ہیٹ یزید
کلیہم احسان بت

DESIGNED BY QUEEN VICTORIA

غزل - سعید

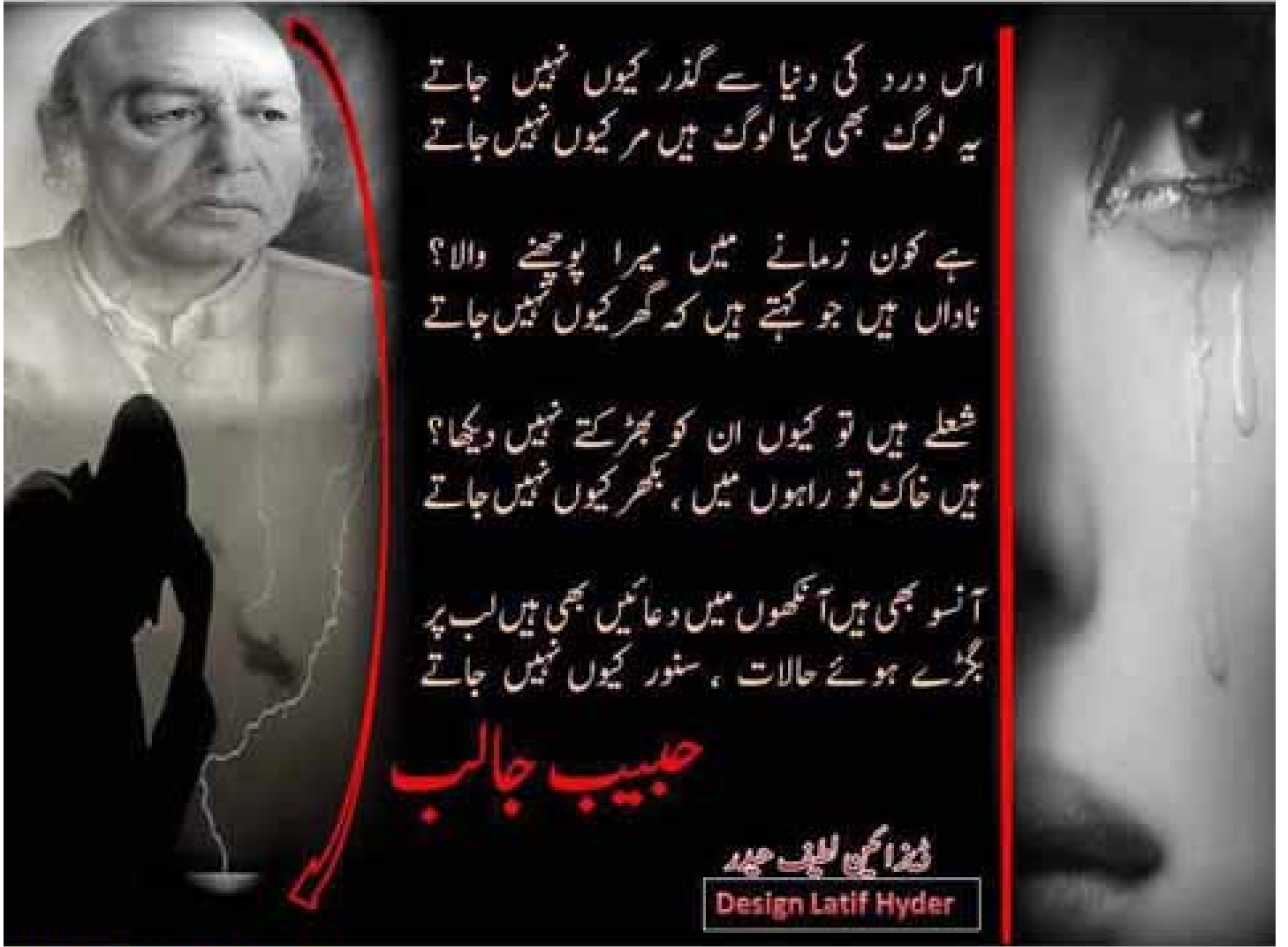
دل کی رفتار سے کیا باندھیں ارادہ اپنا
عمر تھوڑی ہے مگر عشق زیادہ اپنا
تجھ کو دیکھا ہے تو آنکھوں میں سمٹ آیا ہے
ورنہ یہ دل ہے سمندر سے کشادہ اپنا
ہم نے رشتوں کے وہ نائور نبھائے ہیں کہ بس
اب جو دشمن ہو وہ لگتا ہے زیادہ اپنا
تُو تو پھر جانِ زمانہ ہے ترا ذکر ہی کیا
یاد رہتا نہیں یاروں کو بھی وعدہ اپنا
ہم نے کر لی ہے لکیروں سے بغاوت ورنہ
ہر مسافر کو میسر نہیں جاوہ اپنا
عشق بے مہر و ملاقات کہاں کھلتا ہے
دل لگایا ہے تو رکھ در بھی کشادہ اپنا
جانے کس کوہِ جنوں خیز کا پتھر ہے سعید
ضد پہ آ جائے تو بدلے نہ ارادہ اپنا

غزل

دہشتِ دل ہمیں آسان ہے یوں پہلے سے
کم ہے فرصت تو زیادہ ہے سکوں پہلے سے
کچھ ترے عشق نے دل کھول کے دیوانہ کیا
کچھ تو شامل تھا طبیعت میں جنوں پہلے سے
آنے والا بھی تری قدر سے ناواقف ہے
آ مرے دل تجھے برباد کروں پہلے سے
مدتوں بعد بہاروں کی خبر آئی ہے
خلقتِ شہرِ پشیمان ہے کیوں پہلے سے؟
خود مری سے مری ناراض ہے کیوں میرے خدا
سارا عالم ترے آگے ہے نگوں پہلے سے
مر مٹے ہم تو یہ ہنگامہ ہوا ہے، ورنہ
اک زمانہ تھا ترے زیرِ فسوں پہلے سے
کیا ڈوبے گی مجھے موجِ غمِ یارِ سعید
میں کسی درد کی منجھدار میں ہوں پہلے سے سعید

غزل سعید۔ ستمبر 2010

سفید گھر کی سیاہ چالوں کا سامنا ہے
سمجھ رہے تھے ہمیں اُجالوں کا سامنا ہے
بقا سمجھ کر فریبِ دستِ غنیم کھایا
لہو میں ڈوبے ہوئے نوالوں کا سامنا ہے
خدائے وحشت کے کارخانوں سے منسلک ہے
وطن کو مقتل شناس چالوں کا سامنا ہے
فلک بھی نالاں، زمیں بھی ناخوش، ہوا بھی دشمن
قدم قدم پہ نئے سوالوں کا سامنا ہے
فصیلِ ظلمت سے فصلِ آتش کے سانچے تک
سپاہِ شب کو خود اپنی چالوں کا سامنا ہے
مری تباہی سے میرا دشمن الگ نہیں ہے
اُسے بھی وحشت کے سو حوالوں کا سامنا ہے
سعید مانا بہت دنوں سے سلگ رہے ہیں
ہمارے کل کو مگر اُجالوں کا سامنا ہے



اس درد کی دنیا سے گذر کیوں نہیں جاتے
یہ لوگ بھی کیا لوگ ہیں مر کیوں نہیں جاتے

ہے کون زمانے میں میرا پوچھنے والا؟
ناداں ہیں جو کہتے ہیں کہ گھر کیوں نہیں جاتے

شعلے ہیں تو کیوں ان کو بھڑکتے نہیں دیکھا؟
ہیں خاک تو راہوں میں، بکھر کیوں نہیں جاتے

آنسو بھی ہیں آنکھوں میں دعائیں بھی ہیں لب پر
بگڑے ہوئے حالات، سنور کیوں نہیں جاتے

حبیب جالب

ڈیزائنڈ لایف ہائیڈر
Design Latif Hyder

غزل

جب کوئی کلی صحن گلستان میں کھلی ہے
شبِ نیم مری آنکھوں میں وہیں تیر گئی ہے
جس کی سرِ افلاک بڑی دھوم مچی ہے
آشفۃ سری ہے، مری آشفۃ سری ہے
اپنی تو اُجالوں کو ترستی ہیں نگاہیں
سورج کہاں نکلا ہے، کہاں صبح ہوئی ہے
پچھڑی ہوئی راہوں سے جو گزرے ہیں کبھی ہم
ہر گام پہ کھوئی ہوئی اک یاد ملی ہے
اک عمر سنائیں تو حکایت نہ ہو پوری
دو روز میں ہم پر جو یہاں بیت گئی ہے
ہنسنے پہ نہ مجبور کرو، لوگ ہنسیں گے
حالات کی تفسیر تو چہرے پہ لکھی ہے

ہر قدم گریزاں تھا ہر نظر میں وحشت تھی
مصلحت پرستوں کی رہبری قیامت تھی
منزل تمنا تک کون ساتھ دیتا ہے
گریسعی لا حاصل ہر سفر کی قسمت تھی
آپ ہی گزرتا تھا آپ من بھی جاتا تھا
اس گریز پہلوں کی یہ عجیب عادت تھی
اس نے حال پوچھا تو یاد ہی نہ آتا تھا
کس کو کس سے شکوہ، کس سے کیا شکایت تھی
دشت میں ہواؤں کی بے زنجی نے مارا ہے
شہر میں زمانے کی پوچھ گچھ سے وحشت تھی
یوں تو دن دیہاڑے بھی لوگ لوٹ لیتے ہیں
لیکن ان نگاہوں کی اور ہی سیاست تھی
ہجر کا زمانہ بھی کیا غضب زمانہ تھا
آنکھ میں سمندر تھا دھیان میں وہ صورت تھی

ٹلے کیسے صدیوں کی پیاس اور پانی
ٹلے کیسے صدیوں کی پیاس اور پانی، ذرا پھر سے کہنا
بڑی دلہا ہے یہ ساری کہانی، ذرا پھر سے کہنا

کہاں سے چلا تھا جدائی کا سایہ، نہیں دیکھ پایا
کہرتے میں آنسوؤں کی روانی، ذرا پھر سے کہنا

ہو ایہ خبر تو سنا تی رہے اور میں سنتا رہوں
بدلنے کو ہے اب یہ موسم خزا نی، ذرا پھر سے کہنا

مگر جانے والا کبھی زندگی میں، خوشی پھر نہ پائے
یونہی ختم کر لیں، چلو یہ کہانی، ذرا پھر سے کہنا

سے کے سمندر! کہا تو نے جو بھی، سنا، پر نہ سمجھے
جوانی کی ندی، میں تھا تیز پانی، ذرا پھر سے کہنا

احمد اسلام امجد

فہم فراق کا منظر مری نظر میں ہے
عالم تری جدائی کا زخم جگر میں ہے

ترپا ہوں تیری یاد میں بے وجہ بے پناہ
حسروں کا جنازہ مری ہشیم تر میں ہے

مغزل نہ رستہ نہ ہم نشین نہ ہم سفر
تاریک زندگی کی کٹھن ہر سنگر میں ہے

گناہیوں کے سائے سے گھبرا گیا یہ دل
اے دوست آ کے تمام لئے دل تری ڈگر میں ہے

آئے گا تو لوٹ کے دل کو ہے یہ گمان کیوں
آجا کے آنکھ تری راہ و بار میں ہے

اک نظر کا پیاسا پاگل میں نادان
ڈھونڈوں میں تجھے کہاں زندگی تہر میں ہے

سب کو دل کے داغ دکھائے ایک تجھی کو دکھانہ سکے
تیرا دامن دور نہیں تھا ہاتھ ہمیں پھیلا نہ سکے
تو اسے دوست کہاں لے آیا چہرہ یہ خورشید جمال
سینے میں آباد کریں گے آنکھوں میں تو سما نہ سکے
نا تجھ سے کچھ ہم کو نسبت نا تجھ کو کچھ ہم سے کام
ہم کو یہ معلوم تھا لیکن دل کو یہ سمجھا نہ سکے
اب تجھ سے کس منہ سے کہہ دیں سات سمندر پار نہ جا
بیچ کی اک دیوار بھی ہم تو پھاند نہ پائے ڈھانہ سکے
من پاپی کی اجڑی کھیتی سوکھی کی سوکھی ہی رہی
اگڈے بادل گرے بادل بوندیں دو برس نہ سکے

سوگ

فلک پہ چاند کے ہالے بھی سوگ کرتے ہیں
جو نہیں تو اجالے بھی سوگ کرتے ہیں

نگر نگر میں وہ بکھرے ہیں ظلم کے منظر
ہماری روح کے چھالے بھی سوگ کرتے ہیں

اُسے کہو ستم میں وہ کچھ کمی کر دے
کہ ظلم توڑنے والے بھی سوگ کرتے ہیں

تم اپنے دکھ پہ اکیلے نہیں ہو افسردہ
تمہارے چاہنے والے بھی سوگ کرتے ہیں

وصی شاہ

سُن شہزادی

تیری آنکھیں

بھڑکانیں میری پیاس کو اکثر تیری آنکھیں
صحرا میرا چرا ہے سندھ تیری آنکھیں
پھر کون بھلا دادِ تبسم انہیں دے گا
ردائیں گی بہت مجھ سے پچھڑ کر تیری آنکھیں
بوجھل نظر آتی ہیں بظاہر مجھے لیکن!
کھلتی ہیں بہت دل میں اتر کر تیری آنکھیں
اب تک میری یادوں سے مٹائے نہیں مٹتا
بھنگی ہوئی شام کا منظر، تیری آنکھیں
ممکن ہو تو اک تازہ غزل اور بھی کہہ لوں
پھر اوڑھ نہ لیں خواب کی چادر، تیری آنکھیں
یوں دیکھتے رہنا اسے اچھا نہیں محسوس
وہ کانچ کا پیکر ہے تو پتھر تیری آنکھیں



چل انشاء اپنے گاؤں میں

یہاں الجھے الجھے روپ بہت
پر اصلی کم، بہروپ بہت
اس پیڑ کے نیچے کیا رکنا
جہاں سایہ کم ہو، دھوپ بہت
چل انشاء اپنے گاؤں میں
بٹھیں گے سکھ کی چھاؤں میں

کیوں تیری آنکھ سوالی ہے؟
یہاں ہر اک بات نرالی ہے
اس دیس بیرامت کرنا
یہاں مفلس ہونا گالی ہے
چل انشاء اپنے گاؤں میں
بٹھیں گے سکھ کی چھاؤں میں

جہاں سچے رشتے یاریوں کے
جہاں گھوگٹھ زیور ناریوں کے
جہاں جھرنے کوئل سکھ والے
جہاں ساز بھیں بن تاروں کے
چل انشاء اپنے گاؤں میں
بٹھیں گے سکھ کی چھاؤں میں



غزل
بابر انشاء

دل عشق میں بے پایاں ، سودا ہو تو ایسا ہو
دریا ہو تو ایسا ہو ، صحرا ہو تو ایسا ہو
ہم سے نہیں رشتہ بھی ، ہم سے نہیں ملتا بھی
ہے پاس وہ بیٹھا بھی ، دھوکہ ہو تو ایسا ہو
دریا بہ حباب اندر ، طوفاں بہ سحاب اندر
محشر بہ حجاب اندر ، ہونا ہو تو ایسا ہو
وہ بھی رہا بیگانہ ، ہم نے بھی نہ پہچانا
ہاں ، اسے دل دیوانہ ، اپنا ہو تو ایسا ہو
ہم نے یہی مانگا تھا ، اس نے یہی بخشا ہے
بندا ہو تو ایسا ہو ، داتا ہو تو ایسا ہو
اس دور میں کیا کیا ہے ، رسوائی بھی ، لذت بھی
کانٹا ہو تو ایسا ہو ، چمکتا ہو تو ایسا ہو
اے قیس جنوں پیشہ ، انشاء کو کبھی دیکھا
وحشی ہو تو ایسا ہو ، رسوا ہو تو ایسا ہو



Sadurdupoetry.com

غزل

جانے کیوں شکست کے عذاب لیے پھرتا ہوں
میں کیا ہوں ہر گیا جواب لیے پھرتا ہوں
اُس نے اک بار کیا تھا سوال محبت
میں ہر لمحہ وفا کا جواب لیے پھرتا ہوں
اُس نے پوچھا کب سے نہیں سوئے
میں تب سے جاگی ہوئی راتوں کا حساب لیے پھرتا ہوں
اُس کی خواہش تھی کہ میری آنکھوں میں پانی دیکھے
میں اُس وقت سے آنسوؤں کے سیلاب لیے پھرتا ہوں
افسوس یہ کہ پھر بھی وہ میرا نہ ہوا
میں جس کی آرزو کی کتابل لیے پھرتا ہوں

<http://rehanahmed.wordpress.com/>

Rehan Ahmed

ان جمیل سی کبری آنکھوں میں

اک شام کبھی آباد تو ہوا

اس جمیل کنارے ہل دوہل

اک خواب کا قبا پھول کسلے

اس پھول کے پختے رنگوں میں

جس وقت لڑنا پاتا ہٹے

اس وقت کہیں ان آنکھوں میں

اس شہرے ہل گیا تو ہوا

ان جمیل سی کبری آنکھوں میں

اک شام کبھی آباد تو ہوا

پھر جاتے سمندر کی

ہر موج پریشان ہو جائے

ہر خواب گر جاتا ہوتا ہے

پھر جاتے پھول کے چہرے کا

ہر درد نمایاں ہو جائے!

اس جمیل کنارے ہل دوہل

وہ روپ گمراہا بجا تو ہوا

دن رات کے اس آئینے سے

وہ عکس کبھی آزاد تو ہوا

ان جمیل سی کبری آنکھوں میں

اک شام کبھی آباد تو ہوا

(مجدد رسالہ) (مجدد)

11A ▶

12

جو تمہیں پیار دے سکے اپنا ایسا دل تلاش کر لینا
میں تو بھٹکا ہوا مسافر ہوں اپنی منزل تلاش کر لینا
تم میرے ساتھ چل نہ پاؤ گے میری راہ میں تو صرف کانٹے ہیں
پھول برس میں تمہارے دامن پر ایسی محفل تلاش کر لینا
ڈوب جانا نصیب ہے میرا اُلویداہ آخری سلام تمہیں میرا
تم نہ آنا طوفان کے قریب کوئی سہا جمل تلاش کر لینا

11A ▶

12

گا ہے گا ہے بس اب یہی ہو کیا
تم سے مل کر بہت خوشی ہو کیا
مل رہی ہو بڑے تپاک کے ساتھ
مجھ کو یکسر بھلا چکی ہو کیا
یاد ہیں اب بھی اپنے خواب تمہیں
مجھ سے مل کر اداس بھی ہو کیا
بس مجھے یوں ہی اک خیال آیا
سوچتی ہو تو سوچتی ہو کیا
اب میری کوئی زندگی ہی نہیں
اب بھی تم میری زندگی ہو کیا
کیا کہا عشق جاودانی ہے!
آخری بار مل رہی ہو کیا
میرے سب طنز بے اثر ہی رہے
تم بہت دور جا چکی ہو کیا
دل میں اب سوزِ انتظار نہیں
شمعِ امید بجھ گئی ہو کیا

جون ایلیا

غزل

جو خیال تھے نہ قیاس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے
مری زندگی کی جو آس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

جنہیں ماننا ہی نہیں یہ دل، وہی لوگ ہیں مرے ہم سفر
مجھے ہر طرح سے جو اس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

مجھے لمحہ بھر کی رفاقتوں کے عذاب اور ستائیں گے
مری عمر بھر کی جو پیاس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

یہ خیال سارے ہیں عارضی، یہ گلاب سارے ہیں کاغذی
گل آرزو کی جو پاس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

جنہیں کر سکا نہ قبول میں، وہ شریک راہ سفر ہوئے
جو مری طلب مری آس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

یہ جو رات دن مرے ساتھ ہیں وہی اجنبی کے ہیں اجنبی
وہ جو دھڑکنوں کی اساس تھے وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے۔

اب تو کسی بھی بات پہ، اعتبار نہیں ہوتا
ہوتے ہیں بس سمجھوتے دلوں کے، کوئی پیار نہیں ہوتا

مگتنا بھی سمجھالیں ہم، اس دل ناداں کو
ایک قطرہ کبھی، کوئی ساگر نہیں ہوتا۔۔۔

دل میں لیے حسرت کسی کی، یہ عمر گزر جاتی ہے
کبھی تقدیر پہ کسی کی اپنی، اختیار نہیں ہوتا

لگتے ہیں جو پل سہانے، وہ ہیں میرے بس خوابوں کے
حقیقت میں کبھی خوشی کا، دیدار نہیں ہوتا

ڈھل جاتے ہیں یہ اشک، ایک اور غم کی راہ لیے
ان ہونٹوں کو اب کسی ہنسی کا، انتظار نہیں ہوتا

لہو والے ہتھ

جدوں دا اوس دا دیا ہویا اے
اج اوہ مڑ کے آئی اے
جیویں کوئی وچھری روح
اسانوں اڑ کے آئی اے
شاماں ویلے سب توں لگ کے
دردازے دال آندی اے
لکھ سمجھاؤ فیر کی ہویا
فیر دی روندی جاندی اے
روندیاں روندیاں جج دے پچھوں
رنگے ہتھ دھاندی اے

منیر نیازی

کنگن

کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا
تو بڑے پیار سے چاؤ سے مان کے ساتھ
اپنی نازک سی کائی میں چڑھاتی مجھ کو
اور بے تابی سے فرقت کے خزاں لمحوں میں
تو کسی سوچ میں ڈوبی جو گھماتی مجھ کو
میں تیرے ہاتھ کی خوشبو سے مہک سا جاتا
جب کبھی موڈ میں آکر مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی میں حدت سے میں دہک سا جاتا
رات کو جب بھی تو نیندوں کے سفر پر جاتی
مرمیں ہاتھ کا ایک تکیہ بنایا کرتی
میں تیرے کان سے لگ کر کئی باتیں کرتا
تیری زلفوں کو تیرے گل کو چوما کرتا
جب بھی تو بند قبا کھولنے لگتی جاناں
اپنی آنکھوں کو تیرے حسن سے خیرہ کرتا
مجھ کو بے تاب سا رکھتا تیری چاہت کا نشہ
میں تیری روح کے گلشن میں مہکتا رہتا
میں تیرے جسم کے آنگن میں کھلتا رہتا
کچھ نہیں تو یہ ہی بے نام سا بندھن ہوتا
کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا

Ghazals In Urdu

انہی سورج نہیں ڈوبا راسی شام ہونے ۛۛ
میں حد ہی لوٹ جاؤں گا مجھے نا کام ہونے ۛۛ

مجھے بدنام کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہو کیوں
میں حد ہو جاؤں گا بد نام پہلے نام ہونے ۛۛ

انہی مجھ کو نہیں کرنا ہے اعتراف شکست
میں سب تسلیم کر لوں گا یہ چرچہ عام ہونے ۛۛ

مری ہستی نہیں اصول بھر بھی پک نہیں سکتا
مناکس تاج لینا پر رزا عیلام ہونے ۛۛ

مے آثار میں ہے حلسہ کیوں توڑ بیٹھے ہو
تم سب گمہ جیت جاؤ گے رزا انجام ہونے ۛۛ